تنظیم اسلامی کا ترجمان

03

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
30 واں سال

12 تا 18 جمادی الثانی 1442ھ / 26 جنوری تا یکم فروری 2021ء

دین کی دعوت کا فہم

ایک مرتبہ مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا حضرت! ایک ساتھی کام سے دور ہو گیا! ہم نے بہت کوشش کی اور بہت سمجھایا لیکن وہ سمجھتا نہیں بلکہ ہم پر غصہ کرتا ہے! حضرت نے فرمایا: ارے بھائی، ایسے کام تھوڑے ہی چلے! قلوب تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں، اس ذات اقدس کے سامنے گڑگڑایا ہوتا! اور شکوہ گلہ کیا ہوتا کہ اے اللہ! وہ ہمارا بھائی ہم سے بہتر ہے اس سے تُو دعوت کا کام لے لے، جس طرح ہم نکموں کو قبول کیا، اسے بھی قبول فرما! رات کو اللہ کو مناتے اور پھر دن میں اپنے بھائی کے پاس کچھ ہدیہ لے کر جاتے اور اسے دعوت دینے کی بجائے اپنی کارگزاری سناتے اور اٹھتے ہوئے دعاؤں کی درخواست کرتے، ادھر تم مسجد پہنچتے اور ادھر وہ تمہارے پیچھے ہو لیتا! تم نے تو اس بیچارے پر برسنا شروع کر دیا، جب کہ اس کا قلب بھی اس کے ہاتھ میں نہیں! ہمارے اکابر جب ہمیں کسی کے پاس دعوت کے لیے بھیجتے تو نصیحتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جاتا کہ دیکھو! تم مسلمانوں سے ملنے جا رہے ہو! تو نیت کر لو کہ ہم مسلمان کے گھر نیکی اور خوبی حاصل کرنے جا رہے ہیں! اس لیے کہ ہر مسلمان خوبیوں کی کان ہے! اب تم نے اس نیت سے اس کے گھر کا دروازہ کھٹکایا تو دراصل تم (فقیر و بھکاری) ٹھہرے۔ اس نے کہا جاؤ مجھے کچھ نہیں سننا ہے چونکہ تم خیر کی تلاش میں اس کے گھر بھکاری بن کر گئے ہو، تو گھر والے کو اختیار ہے کہ تمہیں کچھ خیرات دے یا دھتکار دے! تمہاری اس نیت کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہا! خدانخواستہ اگر تم داعی بن کر جاتے ہو اور وہ شخص داعی کے ساتھ بدسلوکی کرتا تو ہلاک ہو جاتا! اور اس کی ہلاکت کا سبب تم ہوئے! اس لیے کہ وہ غریب اپنے بال بچوں میں عافیت کے ساتھ بیٹھا تھا! تم داعیوں کی دعوت کے انکار کی وجہ سے وہ مفت میں مارا گیا! اس لیے داعی بن کر نہ جاؤ! بھکاری بن کر جاؤ! زور و طاقت سے گھروں کے دروازے نہیں کھلتے ہیں! آہ و زاری سے قلوب کے دروازے اللہ کھولتے ہیں! داعی کے بیان کی پہچان ہی یہی ہے کہ دوران بیان اس کی نگاہ اللہ کی ذات پر ہوتی ہے مخاطب خود اس کی ذات محتاج ہوتی ہے! کہ اے اللہ سب سے پہلے میں ہدایت کا محتاج اور یہ سامنے والے بھی! جو داعی تہجد کی دعا میں، اللہ کے سامنے اپنے ذلیل ہونے اور چھوٹا ہونے کا اقرار کرتا ہے اور دن میں اپنے ساتھیوں میں، اپنی کمتری اور اپنے بڑا نہ ہونے کا اقرار کرے، تو اس کی دعوت انسانوں کے قلوب کو چیرتی ہوئی اندر اتر جاتی ہے! جو شخص رات میں دعا نہیں کرتا اور دن میں اپنے امیر ہونے کا ڈنکا پیٹے، ایسے شخص کو دعوت کی ہوا بھی نہیں لگی! اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں دعوت کی مبارک محنت کا فہم عطا فرمائے۔

مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو

دعوت دین کا اصل مقصد

امریکہ میں داخلی خلفشار اور سعودیہ قطر تعلقات

کجا ماند مسلمانی

حضرت زینبؓ بنت رسول ﷺ

کلیۃ القرآن، لاہور کے زیر اہتمام پروگرام

الھدیٰ (921)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قیامت کے دن تہمت لگانے والوں کی رسوائی

سُورۃُ النُّور | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 23 تا 25

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ۪ وَ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿ۙ۲۳﴾ یَّوۡمَ تَشۡہَدُ عَلَیۡہِمۡ اَلۡسِنَتُہُمۡ وَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ یَوۡمَئِذٍ یُّوَفِّیۡہِمُ اللّٰہُ دِیۡنَہُمُ الۡحَقَّ وَ یَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِیۡنُ ﴿۲۵﴾

آیت: ۲۳ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَرۡمُوۡنَ الۡمُحۡصَنٰتِ الۡغٰفِلٰتِ الۡمُؤۡمِنٰتِ لُعِنُوۡا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۪ وَلَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲۳﴾﴾ ’’یقیناً وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاک دامن بے خبر مؤمنات پر‘ان پر پھٹکار ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی‘ اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔‘‘

’’غافِلات‘‘ سے مراد ایسی سیدھی سادھی‘ بھولی بھالی‘ معصوم عورتیں ہیں جن کے دل پاک ہیں‘ جو ان معاملات سے بالکل بے خبر ہیں کہ بدچلنی کیا ہوتی ہے۔ ایسی باتیں ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتیں۔

آیت: ۲۴ ﴿یَّوۡمَ تَشۡہَدُ عَلَیۡہِمۡ اَلۡسِنَتُہُمۡ وَاَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾﴾ ’’جس دن اُن کے خلاف گواہی دیں گی ان کی زبانیں‘ اُن کے ہاتھ اور ان کے پاؤں‘ اس بارے میں کہ جو عمل وہ کرتے رہے تھے۔‘‘

انسان کا جسم اور اس کے تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ اگر وہ اپنے کسی عضو کو اللہ کی نافرمانی یا گناہ کے کسی کام میں استعمال کرتا ہے تو وہ عضو اپنی جگہ احتجاج تو کرتا ہے مگر انسان کی حکم عدولی نہیں کرتا‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے تمام اعضاء کو اس کے تابع کر رکھا ہے۔ لیکن قیامت کے دن یہ اعضاء اس طرح انسان کے تابع نہیں رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے خلاف گواہ بن کر اس کے گناہوں کی ایک ایک تفصیل کے بارے میں بتائیں گے۔

آیت: ۲۵ ﴿یَوۡمَئِذٍ یُّوَفِّیۡہِمُ اللّٰہُ دِیۡنَہُمُ الۡحَقَّ﴾ ’’جس دن اللہ ان لوگوں کو پورا پورا دے گا ان کا واقعی بدلہ‘‘

یہاں پر لفظ ’’دین‘‘ بدلے کے معنی میں آیا ہے‘ جیسے سورۃ الفاتحہ میں ’’یَوۡمِ الدِّیۡنِ‘‘ کے معنی ہیں ’’بدلے کا دن۔‘‘

﴿وَیَعۡلَمُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ الۡمُبِیۡنُ ﴿۲۵﴾﴾ ’’اور وہ جان لیں گے کہ اللہ ہی حق ہے‘ کھول کر بیان کرنے والا۔‘‘

فرمان نبویؐ

بیمار پرسی کی فضیلت

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلّٰى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ))

(جامع ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا: ’’جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرے تو صبح تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
12 تا 18 جمادی الثانی 1442ھ جلد 30
26 جنوری تا یکم فروری 2021ء شمارہ 03
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ حکمت ناز تھا جس پر خردمندانِ مغرب کو

امریکہ میں 6 جنوری کے خوفناک ہنگاموں کے بعد 20 جنوری کو انتقالِ اقتدار کی تقریب واشنگٹن ڈی سی میں اِس طرح منعقد ہوئی کہ سارا شہر ایک فوجی چھاؤنی کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ اور وہاں اتنی فوج متعین کر دی گئی جس کی تعداد افغانستان اور عراق میں متعین فوج سے بھی زیادہ تھی۔ 20 جنوری کو منتقلی اقتدار کا مرحلہ طے پایا۔ جو بائیڈن نے 78 سال کی عمر میں امریکہ کے چھیالیسویں (46) صدر کی حیثیت سے حلف اُٹھا لیا۔ اب پاکستان اور دنیا بھر کے جمہوریت پسند یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ بالآخر جمہوریت فتح یاب ہوئی۔ لیکن اس ساری صورتِ حال نے ہمارے ذہن میں کلبلاتے سوالات کو مزید اجاگر اور واضح کر دیا ہے۔ کیا لشکریوں نے توپوں، ٹینکوں اور فضائی محاصرے سے جمہوریت کو کامیاب کرایا ہے۔ کیا جمہوری طرزِ حکومت خود اپنی حفاظت کرنے میں ناکام ہو گیا ہے۔ سویلین بالادستی کو اسلحہ کا سہارا لینا پڑ گیا اور فوجیوں کے کندھوں پر سوار ہو کر تخت نشین ہونے والا طرزِ حکومت کیا عوامی یا جمہوری طرزِ حکومت کہلوانے کا حق دار ہے؟

وہ حکمت ناز تھا جس پر خرد مندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کارزاری ہے

ہم نے جمہوریت کو کبھی بھی ناکارہ طرزِ حکومت نہیں کہا البتہ اِسے ادھورا اور نامکمل طرزِ حکومت سمجھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم امریکی فلاسفر فرانسس فوکویامہ کے اِس فلسفہ سے شدید اختلاف کرتے ہیں جس کا اظہار اُنھوں نے اپنی کتاب "The End of History and the Last Man" میں کیا ہے کہ ''عمرانی حوالے سے انسانیت اپنی معراج کو پہنچ گئی ہے اور جدید مغربی جمہوریت سے بہتر کوئی نظام ممکن نہیں۔'' ہم سمجھتے ہیں کہ اِس طرزِ حکومت میں بنیادی اصلاح اور تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اِس بنیادی اصلاح اور تبدیلی کے بعد جو طرزِ حکومت وجود میں آئے گا، اُسے جمہوریت کہیں یا کچھ اور فلاحِ انسانیت کا راستہ تب ہی کھل سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر عصری تقاضوں اور انسان کی انفرادی و اجتماعی خواہشات کو وحی کے ذریعے انسان تک پہنچنے والے احکامات اور ضابطوں کا پابند بنایا جائے تو ایک مثالی طرزِ حکومت قائم کرنے میں کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ ذرا غور فرمایئے! جمہوریت کے نعرے مثلاً انسانی حقوق، مساوات اور آزادی وغیرہ وغیرہ، کیا 1788ء کے انقلابِ فرانس کے بعد دنیا کے سامنے آئے ہیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے، تاریخ اِس کی مکمل نفی کرتی ہے۔ ڈیڑھ ہزار سال پہلے جو انسانیت کے سامنے اسلام کی تعلیمات آئیں اُنھیں ایک مضمون میں تفصیل سے بیان کرنا تو ممکن نہیں البتہ اُس کا خلاصہ اور اُس کا نچوڑ خطبۂ حجۃ الوداع میں موجود

ہے۔ مساوات کا یہ عالم کہ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ انسانی حقوق کی یہ مثال کہ غیر مسلم مسلمانوں کے خلیفہ سے قانونی بنیادوں پر مقدمہ جیت جاتا ہے۔ آزادی کی یہ مثال کہ ایک عام صحابیؓ دوران خطبہ جمعہ منبر پر کھڑے خلیفۂ وقت کو ٹوک دیتا ہے اور خلیفہ وضاحت پیش کرتا ہے۔ یہ اُس طرزِ حکومت کے وہ بنیادی اُصول تھے جسے مغرب نے چوری کر کے اپنے طرزِ حکومت کا حصہ بنایا۔ یہاں یہ بات بہت سے لوگوں کی حیرانی کا باعث بنے گی کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عوامی رائے لے کر (آپؓ فرماتے ہیں میں نے مردوں سے پوچھا، عورتوں سے پوچھا، گلی میں کھیلتے ہوئے بچوں سے پوچھا کہ بتاؤ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ میں سے آپ کی رائے کس کے حق میں ہے؟) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کیا۔ اُس وقت مغرب میں حکمرانی کے لیے عوامی رائے لینے کا کوئی تصور تک نہ تھا۔

جمہوریت میں اصل خرابی اور فتنہ اُس وقت پیدا ہوا جب یورپ نے پوپ کے خلاف بغاوت کے نتیجے میں سیکولرازم یعنی لادین سیاست کا آغاز کیا۔ جب طرزِ حکومت اور سیاست کو روحانیت سے الگ کر دیا گیا تو پہلا قتل اخلاقیات اور انسانیت کا ہوا۔ جس پر اقبال کا موزوں ترین تبصرہ سامنے آیا۔ ؎

ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

یہ خلا پیدا ہوا تو دولت اور سرمایہ جسے دُنیوی اُمور کے انجام پانے میں زبردست قوت حاصل ہے، غالب آ گیا۔ صنعتی انقلاب کے نتیجے میں سرمایہ دارانہ نظام پیدا ہوا تو اُس نے جمہوریت کو مکمل طور پر یرغمال بنالیا۔ اب جمہوریت بڑے سرمایہ داروں کے مفادات کی تکمیل کا نام ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام ایک ایسا استحصالی اور بنیادی انسانی اقدار کا قاتل نظام ہے جسے ایک خوشنما چہرے کی ضرورت تھی تاکہ انسانوں کو دھوکہ دیا جا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھولا بھالا انسان سمجھے بوجھے بغیر اور اُس کی اصلیت کو جانے بغیر اِس جمہوریت کے گن گا رہا ہے جس کی نکیل ظالم سرمایہ دار کے ہاتھ میں ہے اور وہ انسانوں کا خون نچوڑنے کے لیے اُسے استعمال کر رہا ہے۔

آیئے! اب امریکہ کے حالیہ انتخابات میں صدر کی تبدیلی کا غور سے جائزہ لیں۔ امریکہ میں یہ روایت عام ہے کہ ہر صدر کو 4,4 سال کے دو ٹرم دیے جاتے ہیں، بعض خصوصی حالات میں صدر کو ایک ہی ٹرم کے بعد فارغ کر دیا جاتا ہے جو بہت کم ہوتا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے دورِ حکومت کا جائزہ لیں تو اُس شخص میں ہزار نقائص تھے، وہ منہ پھٹ تھا، اُس نے معاشرے میں تفریق پیدا کی وغیرہ وغیرہ، لیکن کیا اُس نے امریکی معیشت کو بہتری کی راہ پر گامزن نہیں کیا تھا؟ وہ خود ایک کاروباری شخص تھا۔ اُس نے امریکہ میں تجارت کے لیے بہتر حالات اور فضا قائم کی۔ لیکن خود سرمایہ داروں نے ہی اُسے نکال باہر کیا۔ اِس لیے کہ کاروباری ہونے کی وجہ سے وہ جنگوں کے خلاف تھا۔ گزشتہ چند دہائیوں میں وہ پہلا امریکی صدر تھا جس کے دور میں نہ تو کوئی جنگ شروع کی گئی اور نہ ہی پہلے سے شروع جنگ کو مزید پھیلایا گیا اور کون نہیں جانتا کہ امریکہ کی تمام چھوٹی صنعتیں چین سے مات کھا چکی ہیں۔ اب ایک بڑی اور بہت ہی بڑی صنعت اسلحہ کی صنعت ہے جس پر امریکہ کا اوّلین اور مکمل انحصار ہے۔ جس کی کرتا دھرتا MIC یعنی Military Industrial Complex ہے۔ یہ بڑی صنعت خطرے میں تھی لہٰذا نیا صدر اُس شخص کو لایا گیا جو بارک اوبامہ کے نائب کی حیثیت سے اُس وقت کی تمام تر جنگی کارروائیوں کا ذمہ دار تھا۔ لہٰذا ہماری رائے میں جو بائیڈن دنیا میں نئی جنگوں کی طرف بڑھے گا اور دنیا کے امن کو خطرہ لاحق کرے گا کیونکہ اسلحہ کی صنعت کو حکومتی آشیر باد اور سرپرستی کی ضرورت ہے۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ جو بائیڈن نے مسلمان ممالک پر پابندیاں ختم کی ہیں اور امیگریشن کی سختیوں کو کم کیا ہے۔

نئے صدر جو بائیڈن کا یہ حکم کہ امریکی سفیر برائے اسرائیل کا نام تبدیل کر دیا جائے اور وہ امریکی سفیر برائے اسرائیل مغربی کنارہ اور غزہ ہوگا۔ یہ تبدیلی اِس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جو بائیڈن مغربی کنارہ اور غزہ کو فی الحال اسرائیل کا حصہ ماننے سے انکاری ہیں۔ یہ چند باتیں نئے صدر کے حوالے سے مثبت سامنے آئی ہیں۔ البتہ اِس کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ اگر جمہوریت یا انسانی حقوق کے حوالے سے عربوں کو destabilize کیا گیا تو عربوں کو بہت بڑے بحران کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خاص طور پر سعودی عرب کو جو ظاہری advantage ٹرمپ اور اُس کے داماد کی وجہ سے حاصل ہوا تھا وہ ختم ہو جائے گا اور نئی انتظامیہ کا یہ اعلان محمد بن سلمان کو بہت مہنگا پڑے گا کہ جمال خاشقجی کے قتل کے حوالے سے جو رپورٹ CIA نے تیار کی ہے، وہ پبلک کر دی جائے گی۔ یاد رہے اِس رپورٹ میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ جمال خاشقجی کو محمد بن سلمان کے حکم سے قتل کیا گیا تھا اور کراؤن پرنس نے اس قتل کے لیے اپنے بندوں کو ترکی بھیجا تھا۔

اب آیئے اِس طرف کہ امریکہ میں یہ تبدیلی پاکستان پر کیسے اثرات مرتب کرے گی۔ ہم اگرچہ امریکہ کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ کی حیثیت سے زوال پذیر ہے، لیکن فی الحال عسکری اور اقتصادی لحاظ سے وہ دنیا کا مضبوط ترین ملک ہے اور پاکستان جیسا کمزور ملک اِس دُنیوی طاقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ نے آج تک پاکستان سے جو سلوک کیا ہے پاکستان کو امریکہ سے اپنی راہیں جدا کرنی چاہییں البتہ اپنی خودمختاری اور سلامتی کو محفوظ بناتے ہوئے بڑی احتیاط سے اقدام کرنے ہوں گے کیونکہ دوسری بڑی طاقت چین کو بھی صرف اپنے مفادات عزیز ہیں۔ وہ پاکستان کی مدد پاکستان سے محبت کی بنیاد پر نہیں کر رہا بلکہ خطے میں اپنے مفادات کے تحفظ اور مزید آگے بڑھنے کے لیے کر رہا ہے۔ یہ احتیاط اِس لیے بھی ضروری ہے کہ چین ایک ملحد اور مذہب دشمن ملک ہے اور جو کچھ وہ سنکیانگ میں کر رہا ہے، وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ لہٰذا ہمیں خود ہی اپنی مدد کرنا ہوگی اور ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہوگا۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ نئے صدر کی عمر 78 سال ہے اور نائب صدر کملا دیوی ہیرس ایک سخت مزاج بھارتی نژاد خاتون ہیں۔

ہم اِن سطور میں ایک عرصہ سے چیخ و پکار کر رہے ہیں کہ پاکستان کے پاس کوئی آپشن نہیں سوائے اِس کے کہ جس نظریہ کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا، اُسے ہی عملی تعبیر دی جائے۔ یعنی اسلام کا عادلانہ نظام یہاں قائم کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان ہی دنیا کا وہ واحد ملک ہے جو آج کے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ایک اسلامی جمہوری فلاحی ریاست بن سکتا ہے۔ مسلمانانِ پاکستان غور کریں کہ اسلام کے نام پر بننے والے ملک ہی میں قرارداد مقاصد منظور ہوئی جو ایک جدید اسلامی ریاست کی بنیاد بن سکتی تھی اور پاکستان دنیا کے لیے ایک روشنی کا مینار ثابت ہو سکتا تھا۔ جس دُنیوی پل صراط سے آج پاکستان گزر رہا ہے اُس کا باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کتنے خوش قسمت ہیں پاکستان کے مسلمان کہ اُن کی دنیا اور آخرت کی کامیابی ایک ہی راستے سے ہے۔ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنا کر دنیا کی سپر پاور بناؤ اور دین کو سربلند کر کے جنت میں مقام بناؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے اور ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین!

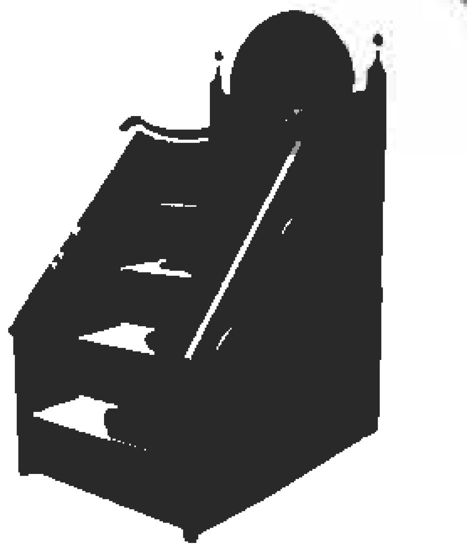

دعوت دین کا اصل مقصد

(سورہ الطور کی آیت 40 کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے یکم جنوری 2021ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

آج ہم سورۃ الطور کی آیت 40 سے مطالعہ کا آغاز کریں گے۔ان شاءاللہ۔فرمایا:

﴿اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝۴۰﴾

''کیا آپ ان لوگوں سے کوئی اجرت طلب کر رہے ہیں کہ یہ تاوان کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں؟''

یعنی آپ ﷺ جو ان کے سامنے توحید کی دعوت پیش کر رہے ہیں تو ان کے بھلے کی بات کر رہے ہیں اور اس کا کوئی اجر بھی آپؐ ان سے نہیں مانگ رہے اس کے باوجود انہیں پریشانی ہو رہی ہے۔یہ انداز قرآن حکیم میں ہمیں کئی مرتبہ ملتا ہے کہ خطاب حضور ﷺ سے کیا جا رہا ہے اور سنایا کبھی مخالفین حق کو جا رہا ہوتا ہے اور کبھی اہل ایمان کو توجہ دلائی جا رہی ہوتی ہے۔یہ مشرکین مکہ جو بے جا طور پر نبی ﷺ کی مخالفت کر رہے تھے ،جن کے عقائد بھی بے بنیاد تھے،جن کے اعمال بھی تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں تھے،ان کے مقابلے میں محمد مصطفی ﷺ کا صداقت اور دیانت پر مبنی کردار ہے۔انہی لوگوں نے آپ ﷺ کو صادق اور امین کہا،اپنے فیصلے کرائے ،اپنی امانتیں رکھوائیں اور اب جب آپؐ ان کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں تو یہ مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے ہیں۔

غور فرمایئے گا کہ دنیا کے کئی مذاہب میں ایسے مذہبی پیشوا ہوتے ہیں جن کی نگاہیں لوگوں کے مال بٹورنے پر ہوا کرتی ہیں۔(انتہائی ادب سے لیکن بہر حال بے باکی سے یہ بات بھی عرض کر دوں کہ امت میں علماء کی دو اقسام رہیں گی۔ایک علماء حق ہوں گے اور دوسرے علماء سوء ہوں گے)قرآن مجید میں سورۃ التوبہ کے پانچویں رکوع میں نسی کے قاعدہ کا ذکر آتا ہے۔اہل عرب میں چار مہینے حرمت والے تصور کیے جاتے تھے (رجب ،ذوالقعدہ،ذوالحج اور محرم۔ان کی حرمت شریعت محمدیؐ میں بھی برقرار ہے)ذوالحجہ میں حج ہوتا تھا۔اس زمانے میں دور دراز سے سفر کر کے آنے میں ایک مہینہ لگ جاتا تھا اور ایک مہینہ واپس جانے میں لگ جاتا تھا۔اس لیے یہ چار مہینے حرمت والے معروف تھے۔لیکن قریش کے ایک خاص مذہبی طبقہ نے یہ اختیار زبردستی حاصل کر لیا تھا کہ وہ ان حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر سکتے ہیں۔کیوں؟ اس لیے کہ اگر کسی قبیلے نے لوٹ مار کرنی ہے یا جنگ کرنی ہے تو وہ ان مذہبی پیشواؤں کی مٹھی گرم کر دیتا تھا اور مذہبی راہنما حرمت والے مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے۔حالانکہ حج اللہ کے لیے ادا ہو رہا ہے،عمرہ اللہ کے لیے ادا ہو رہا ہے اور اس کے مہینوں کو بھی وہ اپنے مفاد کی خاطر آگے پیچھے کر دیتے تھے۔

دنیا کے دوسرے مذاہب میں بھی بعض پیشواؤں، پنڈتوں، پروہتوں، پیروں کی نگاہیں لوگوں کے مال پر ہوتی ہیں۔ان کو مال ملتا رہے تو وہ لوگوں کی مرضی کے مطابق دین کا بھی حلیہ بگاڑ دیں۔قرآن توجہ دلا رہا ہے کہ اے مشرکو! ذرا غور تو کرو تمہارے پیشواؤں کا حال تو یہ ہے کہ ان کو مال دیا جاتا ہے تو تمہیں وہ مذہبی مسئلہ بتا دیتے ہیں اور جن کی تم جیبیں بھرتے ہو وہ تمہیں تمہارے مطلب کی باتیں بتاتے ہیں اور تم بھی خوش ہو جاتے ہو۔ذرا محمد رسول اللہ ﷺ کو تو دیکھو جو تمہیں تمہاری ہی بھلائی کی باتیں بتاتے ہیں، جو تمہیں جہنم کے سخت عذاب سے نجات دلانے کی حتی الوسع کوشش کر رہے ہیں،کیا اس کے بدلے میں تم سے وہ کوئی اجر مانگ رہے ہیں؟ قریش نے آپ ﷺ کی دعوت کو روکنے کے لیے بڑی پیشکشیں بھی کیں کہ اگر مال و دولت چاہیے تو ڈھیر لگا دیتے ہیں،کسی خوبصورت خاتون سے نکاح کرنا ہے تو کرا دیتے ہیں اور اگر چاہیں تو بادشاہ بھی بنا دیتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے کچھ قبول نہیں کیا کیونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں واضح طور پر قرآن میں یہ ذکر آتا ہے کہ رسولوں نے یہی کہا:

﴿وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الشعراء:109)

''اور میں اس کام کا تم سے صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو رب العالمین پر ہے۔''

قرآن مشرکین کو توجہ دلا رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کس قدر دلائل سے بھری ہوئی ہے اور تمہارے شرکیہ عقائد اور اعمال کس قدر بے بنیاد اور بھونڈے ہیں۔ آپ ﷺ کا کا کردار کتنا عمدہ ہے، رتی بھر کہیں انگلی اٹھانے کی گنجائش نہیں۔کیا تمہاری عقلیں اندھی ہو چکی ہیں؟ کیا تم بے بصیرت ہو چکے ہو، آخر تمہیں ہو کیا گیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے اپنی دعوت پورے خلوص اور ہمدردی کے ساتھ انسانیت کے سامنے پیش کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تمہارا حال یہ ہے کہ تم جہنم کی آگ میں گرا چاہتے ہو اور میں تمہارے کپڑے پکڑ پکڑ تمہیں بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔چنانچہ اس آیت میں ہمارے لیے راہنمائی یہ ہے کہ اسی خلوص اور لوگوں سے ہمدردی کے جذبے کے ساتھ اللہ کے دین کو پیش کیا جانا چاہیے۔ایک فرق کر لیجیے کہ ہماری مساجد، مدارس ،دین کی تعلیم ، دینی ادارے وغیرہ سب کچھ ہیں اور ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے آپ کو مکمل طور پر دین کی خدمت کے

لیے پیش کر دیتے ہیں تو پھر امت کا فرض بنتا ہے کہ ایسے افراد کی کفالت کا ذمہ اُمت لے۔ اسلامی خلافت قائم ہو تو مساجد کے آئمہ کے وظیفے ہمارے چندے سے پورے نہیں ہوں گے بلکہ وقت کا بیت المال ان کو پورا کرے گا۔ مساجد کے آئمہ، مؤذنین، معلمین اور مبلغین کی ضرورتیں اسلامی خلافت کے بیت المال سے پوری ہوں گی۔ لیکن اگر اسلامی خلافت قائم نہیں ہے اور مساجد، دینی ادارے وغیرہ بھی تعمیر ہونے ہیں، نمازوں کا اہتمام بھی کرنا ہے، دعوت وتبلیغ کا کام بھی کرنا ہے، تعلیم دین کا کام بھی کرنا ہے جو اس وقت ہمیں کرنا پڑ رہا ہے۔ اس وقت ہمیں ٹیکس بھی دینا پڑ رہا ہے، لوگوں کے لیے دستر خوان لگانے پڑ رہے ہیں۔ یہ سارے کام ہمارے ذمے نہیں تھے، یہ ریاست کے کرنے کے کام تھے۔ لیکن چونکہ خلافت قائم نہیں ہے تو یہ سب اُمت کو کرنا پڑ رہا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہی بڑا کام کریں، نظام خلافت قائم کریں تو یہ سب کام ریاست کے ذمے ہوں گے۔

عرض کرنے کا مقصد یہ تھا کہ بعض ذمہ داریاں اور عہدے ایسے ہوتے ہیں جن پر کام کرنے والے اپنی معاش کے لیے وقت نہیں نکال پاتے تو ایسے لوگوں کی کفالت کرنا امت کے افراد کی ذمہ داری بنتی ہے۔ لیکن ایک بڑا فرق واضح رہے کہ دعوت دین کا کام کوئی پروفیشن نہیں ہے کہ صرف مخصوص لوگ ہی یہ کام کریں گے بلکہ یہ ہمارے لیے Obligation کا مسئلہ ہے۔ یہ ہر اُمتی پر فرض ہے۔ وہی شخص امتی کہلانے کا مستحق ہوگا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو آگے لوگوں تک پہنچا رہا ہو۔ یہ پروفیشن کا مسئلہ نہیں بلکہ یہ passion کا مسئلہ ہے، یہ میرا اوڑھنا بچھونا بن جائے۔ میں جس منزل کو پانا چاہتا ہوں کہ میرا اللہ مجھ سے راضی ہو جائے تو اس کے لیے مجھے یہ کام لازمی کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ نے مجھے اسی کام کے لیے اس اُمت میں پیدا کیا ہے۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے' تم حکم کرتے ہو نیکی کا' اور تم روکتے ہو بدی سے۔'' (آیت:110)

اُمتی وہی کہلانے کا مستحق ہے جو اس کام میں اپنا حصہ ڈال رہا ہو۔ اپنی اپنی استعداد، اپنی اپنی صلاحیت اور اپنے اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے یہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ عورت اگر ماں ہے تو اس کا کردار بہت بڑا ہے کیونکہ اسی ماں کی گود میں پلنے والے بچے کے وجود میں ایمان کی محنت اترے گی تو کل وہ بچہ کوئی مجاہد بنے گا، کوئی مبلغ بنے گا اور بڑی ذمہ داری بھی ادا کرے گا۔ اس ماں کی گود میں آج اگر ایک بیٹی پل رہی ہے اور اس کی تربیت اس طریقے پر ہو کہ وہ حیا کا پیکر بنے اور بیٹا پل رہا ہے تو اس کی نظریں نیچی اور کردار پاک ہو تو معاشرہ کتنا پاک ہوگا۔ کبھی فاطمۃ الزھرہ رضی اللہ عنہا جیسا کردار، حیاء اور چادر کی حرمت تھی تو تب حسین اور حسن رضی اللہ عنہما پیدا ہوتے تھے۔ آج بے حیائی کا طوفان ہے تو کیا اولاد پیدا ہو رہی ہے، کیا اولاد پروان چڑھ رہی ہے، زمانہ دیکھ رہا ہے۔ یہ دعوت دین کو چھوڑنے کا نتیجہ ہے جو ہر مسلم مرد وعورت پر اس کی صلاحیت، استعداد اور دائرہ کار کے اعتبار سے فرض تھی اور یہ کوئی ایسا کام ہرگز نہیں جس کا معاوضہ مانگا جائے بلکہ یہ ہر مسلمان نے اپنی نجات اور رب کی رضا کے حصول کے لیے کرنا ہے۔

آج افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات مناظرے کرنے والے اور میڈیا پر پرفارمنس دینے والے بعض لوگ بلا معاوضہ دین کی بات کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! کیا اس دین کو ہم نے پیشہ اور کمائی کا دھندا بنا رکھا ہے۔ استغفراللہ۔ اللہ اس سے ہماری حفاظت فرمائے۔ کسی کا بڑا پیارا جملہ ہے کہ تمہاری نگاہ کسی کی جیب پر نہ ہو، تمہاری نگاہ لوگوں کے دل پر ہونی چاہیے۔ ان دلوں میں اللہ کی محبت پیدا ہو۔ ان دلوں میں ایمان کی آبیاری ہو۔ ان دلوں میں آخرت کی فکر پیدا ہو، ان دلوں میں دین کی قدر پیدا ہو۔ ان دلوں کے اندر دین کی محنت کا جذبہ پیدا ہو۔

معاف کیجیے گا! اگر لوگوں کی جیبوں پر نگاہ پڑ گئی تو

پریس ریلیز 22 جنوری 2021ء

امریکہ کی نئی انتظامیہ کا بھارت کی دہشت گردی اور جعل سازی کو نظر انداز کرنا تشویشناک ہے

شجاع الدین شیخ

امریکہ کی نئی انتظامیہ کا بھارت کی دہشت گردی اور جعل سازی کو نظر انداز کرنا تشویشناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر **شجاع الدین شیخ** نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حال ہی میں بھارت کے ایک میڈیا اینکر نے خود اعتراف کیا ہے کہ پلواما ایک False Flag تھا۔ اِس سے پہلے برسلز کا ایک ادارہ بھارت کی میڈیا پر اور بین الاقوامی اداروں میں بڑے پیمانے پر جعل سازی کو بے نقاب کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں بھارت کا کشمیر میں مسلمانوں پر ریاستی ظلم وستم کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اِن واضح شواہد کے باوجود نئی امریکہ انتظامیہ کا بھارت کے جرائم سے چشم پوشی کرنا اور پاکستان پر بلا ثبوت الزام تراشی کرنا ڈھٹائی کا شرمناک مظاہرہ ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ جو بائیڈن کی انتظامیہ میں بھارتیوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہے جو اُنھیں خطے کے حالات کے حوالے سے غلط اور گمراہ کن اطلاعات دے رہی ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ نئے صدر صحیح فیصلے نہیں کر سکیں گے اور امریکہ ایک ایسی دلدل میں پھنس جائے گا جو اُس کی مزید رسوائی اور زوال کا باعث بنے گی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اس پر بدترین سزائیں ہیں۔ اللہ ہماری حفاظت فرمائے کہ دین کو کمانے، تجوریاں بھرنے کا ذریعہ بنائیں۔ ہمارے لیے راہنمائی یہی ہے کہ اگر ہم نے دین کی دعوت کا کام کرنا ہے تو محض اخلاص کے ساتھ اور محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کرنا ہے۔ افسوس ہوتا ہے ان لوگوں پر جو اپنی ویڈیوز کا گھنٹے کے حساب سے چارج کرتے ہیں اور اپنی ویڈیوز یوٹیوب چینل پر چلاتے ہیں تاکہ مانیٹائزنگ سے پیسہ کمائیں۔ ایسے لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر اتنا پیسہ نہیں دو گے تو ہم پروگرام نہیں کریں گے۔ یہ پروٹوکول ملے گا تو ہم نکاح پڑھائیں گے اور فلاں خطاب کریں گے۔ کیا ہم اللہ کے دین کو بیچ رہے ہیں؟ اللہ ہمیں اخلاص عطا فرمائے۔ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ شہر میں جمعہ پڑھاتے تھے۔ جمعہ کا خطاب ہو گیا، نماز ہو گئی، اس کے بعد ایک دیہاتی چلا آیا اور کہا حضرت! میں ریگولر خطاب سنتا ہوں اور آپ کے پیچھے نماز بھی پڑھتا ہوں لیکن آج میں لیٹ ہو گیا۔ شاہ صاحب نے فرمایا: بیٹا بیٹھ جاؤ۔ اس نے کہا کیا آپ مجھے سنائیں گے؟ آپ نے بہت پیارا جملہ بولا کہ: نہیں بیٹا! تمہیں نہیں سنانا ہے، اس ایک اللہ کو سنانا ہے۔ وہ مجمع تھا تب اس لیے سنا رہا تھا کہ اللہ سن لے اور تجھے اس لیے سنا رہا ہوں کہ اللہ سن لے۔ اخلاص اور للٰہیت پر ہونا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں ایمان کے بغیر اعمال قبول نہیں ہیں اور ایمان کا ایک بہت بڑا حاصل اخلاص ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اعمال کی حفاظت فرمائے۔

ہم کیسے علماء حق اور علماء سوء کے درمیان فرق کریں‘ اس حوالے سے ہمارے استاد ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو! جس کو دیکھ کر تمہیں اللہ یاد آتا ہو اور آخرت کی فکر تازہ ہوتی ہو وہ علماء حق میں سے ہوں گے۔ انہوں نے حدیث کی ترجمانی کی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے۔ لہٰذا کسی عالم کو دیکھ کر اگر اللہ یاد آتا ہے، جس کی مجلس میں بیٹھ کر دل اس حقیر دنیا سے اُٹھ جائے اور آخرت کی فکر بیدار ہو جائے تو ان شاء اللہ وہ عالم حق ہو گا اور علماء حق سے اللہ کی زمین خالی نہیں ہے۔ جس عالم کو دیکھ کر آپ کے دل میں دنیا کی محبت پیدا ہو کہ اس کے پاس شاندار گاڑی ہے تو میرے پاس بھی ہو، اس کا اتنا پروٹوکول ہے، اتنا پیسہ ہے، کاش میرے پاس بھی ہوتا تو ایسا عالم علمائے سو میں سے ہو گا۔ اللہ کے نیک بندوں کے پاس جائز طریقے سے وسائل کا آجانا کوئی بری بات نہیں لیکن معیار یہ نہ ہو کہ ان کو دیکھ کر دنیا کی محبت پیدا ہو بلکہ معیار یہ ہو کہ دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین فروشی سے بچائے۔ آمین!

جہاں اخلاص ہوتا ہے وہاں اللہ کی مدد اور نصرت بھی شامل حال ہوتی ہے۔ پیغمبروں نے تو یہی سکھایا۔ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اللہ کا پیغام پہنچے۔ یہ ہمارا ہی فائدہ ہے۔ اس کا اللہ کو کوئی فائدہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’اے علیؓ! اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص بھی ہدایت پا جائے تو یہ تمہارے لیے سو سرخ اونٹوں سے زیادہ قیمتی شے ہے۔‘‘ اس وقت سرخ اونٹ کی بہت بڑی قیمت تھی۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’نیکی کی دعوت دینے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔ تمہارے سمجھانے سے کوئی خیر کی طرف آتا ہے، عمل پر لگ جاتا ہے تو اس کا اجر اللہ اسے عطا فرمائے‘‘ لیکن اتنا ہی اجر سمجھانے والے کو بھی ملے گا۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بندے کا انتقال ہو جائے تو اس کا نامہ اعمال بند کر دیا جاتا ہے سوائے تین کاموں کے:

1۔ صدقہ جاریہ:

اس کے بہت سارے پہلو ہیں۔ مسجد کی تعمیر، درخت کا لگانا، اس کے علاوہ اور بہت سارے خیر کے کام ہو سکتے ہیں جس سے مخلوق خدا کو مستقل فائدہ پہنچے۔

2۔ وہ علم جو دوسروں کو پہنچایا سکھایا، جب تک اگلا بندہ عمل کرتا رہے گا، سکھانے والے اور پہنچانے والے کو بھی اجر ملتا رہے گا۔ یہ ہم میں سے ہر شخص کر سکتا ہے۔ اپنی دوکان پر بیٹھ کر، دفتر میں، اداروں میں، کارپوریٹ سیکٹر میں، ہر جگہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں۔ اس علم سے جب تک لوگ نفع اٹھائیں گے سکھانے والے کو مرنے کے بعد بھی اجر ملتا رہے گا۔

3۔ نیک اولاد: جو اولاد ماں باپ کے لیے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے تو اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔ لیکن پہلے ایسی اولاد تیار کرنا والدین کا کام ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6) ’’اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ (جہنم) سے۔‘‘

خیر کا آغاز اپنے گھر سے ہونا چاہیے۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ کا کام پہلے گھر میں کرنا ہے پھر باہر۔ اللہ کی قسم ہماری سب سے بڑی انوسٹمنٹ بھی یہی ہے۔ دنیا میں لوگ اپنی انوسٹمنٹ پر خوش ہوتے ہیں کہ فلاں سوسائٹی میں پلاٹ لے لیا، فلاں پلازہ لے لیا لیکن مرنے کے بعد وہ پلاٹ چاہے دس کروڑ کا ہو جائے کسی فائدے کا نہیں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اگر وہ پلاٹ میں نے کسی خیر کے کام کے لیے دیا ہو اور اس میں کوئی خیر کا کام شروع ہو گیا ہو تو پھر وہ صدقہ جاریہ ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ مرنے کے بعد ہماری اولاد ہمیں فائدہ دے تو اس کے لیے اپنی اولاد کو دین پہنچانا ہے۔ سب سے بڑا صدقہ جاریہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو دین کی دعوت دیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا دی ہے کہ اللہ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جو مجھ سے کوئی بات سنے اور ایسے ہی دوسروں کو پہنچا دے۔ ہم ماں کی دعا لیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ماں کی دعا جنت کی ہوا لیکن ہماری ہزار مائیں قربان حضور ﷺ کی حرمت پر، شفقت پر، ان کی دعا کا عالم کیا ہو گا؟ ہزاروں آیات قرآن کی ہمارے پاس ہیں، ہزاروں احادیث نبی اکرم ﷺ کی ہمارے پاس ہیں لیکن آج اس کے علاوہ باقی سب کچھ دوسروں کو پہنچایا جا رہا ہے۔ لعن طعن، غیبت، خرافات، کیا کچھ سوشل میڈیا کے ذریعے نہیں پہنچایا جا رہا؟ جو اس طرح نہیں پہنچا رہا وہ اپنے عمل سے پہنچا رہا ہے۔ ہم میں سے ہر بندہ اپنی ذات میں مبلغ ہے۔ کیسے؟ چار دوست بیٹھے ہیں، اذان کی آواز آئی، ایک اٹھ کر چلا گیا، کیا پیغام دے کر گیا کہ یہ تمہاری میری باتیں جو کچھ ہے یہ اہم نہیں بلکہ اہم نماز ہے اور تین اگر بیٹھے رہیں تو پیغام دے رہے ہیں کہ نماز کی اہمیت نہیں۔ تلخ بات ہے لیکن حقیقت یہی ہے۔ لہٰذا ہم سب مبلغ ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ہم اپنے قول و فعل سے کیا تبلیغ کر رہے ہیں؟ کس چیز کو معاشرے میں پروموٹ کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ہم اپنے کردار اور اپنی زبان سے دین کی تبلیغ کریں گے تو اللہ کے پیغمبر ﷺ دعا عطا فرما رہے ہیں۔ لہٰذا آیئے! آج ہم تہیہ کریں۔ اس سے بڑا کوئی کام نہیں جو امام الانبیاء ﷺ نے کیا، آپ ﷺ کی 23 برس کی محنت یہی، ان کا 23 برس کا مشن یہی اور ان کی یہی سنت تھی کہ وہ اللہ کی طرف دعوت دیتے تھے۔ سورۃ یوسف میں فرمایا:

(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ یہ میرا راستہ ہے‘ میں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں‘ پوری بصیرت کے ساتھ‘ میں بھی اور وہ لوگ بھی جنہوں نے میری پیروی کی ہے۔‘‘ (108)

حضور ﷺ کی 23 برس کی سنت، جس میں ایک دن کا گیپ نہیں ہے وہ دعوت الی اللہ کی سنت ہے۔ اللہ ہم سب کو اس میں حصہ ڈالنے کی توفیق دے۔ سیکھنا بھی ہے، عمل بھی کرنا ہے اور سکھانا، پہنچانا بھی ہے اور اخلاص کے ساتھ پہنچانا ہے۔ یہی آج کی زیر مطالعہ آیت کا حاصل ہے کہ اخلاص، للٰہیت، ہمدردی کے جذبے کے ساتھ اور بے لوث، بے غرض ہو کر اللہ کے دین کا کام کرنا ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha1@yahoo.com

8

حضورِ حق _ 2 _ (VI)

ترا ایں کشمکش اندر طلب نیست
ترا ایں درد و داغ و تاب و تب نیست
ازاں از لامکاں بگریختم من
کہ آن جا نالہ ہائے نیم شب نیست

ترجمہ و تشریح اے ربّ العزت! (تو خالق کون ومکاں ہے اور میں ایک دردمند دل کے ساتھ ایک کمزور مخلوق انسان) تجھے خدا شناسی اور خود شناسی بمقابلہ جبلی انسانی ضروریات کی فراہمی (یعنی روح وبدن کے اس معرکہ) کی طلب میں کشاکش، مسابقت اور زور آزمائی کا تن ورتی کا تجربہ نہیں تجھے اس مشکل راہ میں درد وداغ اور بےقراری میں انسان پر جو گزرتی ہے اس کا انسانی تجربہ کی طرح کا ہولنا کی اور ہمتوں کی پستی کے مقابلہ کا کوئی شائبہ نہیں (تو اس سے پاک ہے) ہم انسانوں کو ایک طرف تیری محبت کا ذوق وشوق واضطراب اور دوسری طرف نامساعد حالات اور خستہ حالی کا سامنا رہتا ہے۔ اس بےقراری میں تیری مرضی اور رضا کے حصول کے لیے ہر دم مستعدی ہمارا سامانِ زیست ہے۔ اس جہادِ زندگانی میں ہم سے کماحقہ مسابقت میں کوتاہیاں رہ جاتی ہیں پھر ہم انسان اپنی بےبضاعتی اور شوق ودرد وداغ کے ساتھ آپ ہی کے حضور حاضر ہونے کی سعادت پاتے ہیں یہ بھی تیری نگاہِ جود وکرم کے بغیر ممکن نہیں) اے بار الٰہ، یہی ہماری متاعِ زیست کا حاصل ہے اسی میں ہماری عظمت اور تیری بےپایاں رحمت کا ظہور ہے۔ اسی دل لگی کی سعی میں ہمارے شب وروز اور ساعتیں گزریں اور تیرے محبوب حضرت محمد ﷺ کے نقوشِ پا اور اخلاقِ عالیہ کے مطابق گزریں یہی زمین وآسمان تک کی دنیاوی نعمتوں سے بہتر ہے ★۔ دنیا میں سونے کے گھر اور دیگر سامانِ زیست مل جائے اور محلات وشاہی کروفر ہو مگر تیرے سامنے عاجزی اور استدعا کی لذت یعنی 'لذتِ طلب' نہ ہو تو ایسی دنیاوی لذتیں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں اور اگر یہ مبارک لذتیں زینت زیست بنی رہیں تو کہیں اور نگاہ اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اے اللہ! میں 'لامکان' میں جنت کے قرب سے اسی لیے بھاگا کہ وہاں سب کچھ تھا مگر 'نالہ نیم شب' اور ابلیس سے مقابلہ وکشاکش وپنجہ آزمائی کی لذت نہیں تھی۔ اے اللہ! تیرے علم کامل میں ہے کہ یہ انسان کی معراج ہے اور ہم حضرت محمد ﷺ کے ماننے والے ہیں جن کے کریمانہ اخلاق کا نقش لایزال قرآن مجید (کَانَ خُلُقُهُ الْقُرآن) ہمارے سامنے ہے پھر کسی اور چیز کی ضرورت اور تیرے در کے سوا کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔

★ ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا (الحدیث)

حضورِ حق _ 2 _ (VII)

ز من ہنگامۂ دہ ایں جہاں را
دگر گوں کن زمین و آسماں را
ز خاکِ ما دگر آدم برانگیز
بکُش ایں بندۂ سود و زیاں را

ترجمہ اے اللہ (میری شاعری کی بنیاد تیری کتاب قرآن مجید ہے) اس سے اس جہاں میں ہنگامہ برپا کردے (خیر کی قوتوں کو طاقت دے کہ وہ اٹھ کر شر کی قوتوں کے مد مقابل آجائیں) پھر اس جہاں کو آج کے عالمگیر شر (GLOBAL WESTREN ZIONIST POWER) سے نجات دلا۔ میری خاک سے (میرے مرنے کے بعد ہی سہی) اس کام کے لیے ایک رہنما پیدا کردے اور اس سراسر شر اور تاجرانہ مغربی تہذیب کو تباہ کردے (آمین)

تشریح یہ بات ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ 1910ء سے 1938ء تک اور 1938ء سے آج 2020ء تک قرآن وحدیث کے روایتی علوم کے ماہرین ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں گزرے ہیں، ان میں سے بعض ایسے بھی گزرے ہیں جو اُمت مسلمہ کے اجتماعی مسائل سے عملی دلچسپی رکھتے تھے ان میں صرف جنوبی ایشیا میں ہی ہزاروں ہوں گے جن کے پاس علومِ دینیہ (قرآن وحدیث کے علم) کا ایسا زرِ خالص تھا جو تولوں (تولہ 12 گرام) اور سیروں میں نہیں، ٹنوں (TONS) میں ہی تولا جاسکتا تھا مگر ان میں سے کون ایسا تھا جس نے اس زرِ خالص سے ایسے خوبصورت زیورات تراش کر انسانیت کو عدلِ اجتماعی، کامل مساواتِ انسانی (کہ حضرت بلالؓ اور حضرت عمرؓ برابر نظر آئیں)، تکریمِ انسانیت، تکریم خواتین اور نظامِ خلافت جیسے عصر حاضر کے مطابق ڈیزائنوں سے مزین کر دیا ہو یا کرنے کے لیے کوئی لائحۂ عمل دیا ہو۔ اِس حوالے سے اگر کسی نے اِس میں کثیر حصہ ڈالا تو یہ شخصیت صرف اور صرف علامہ اقبال کی ہے۔ انہوں نے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں تقسیم ہند کے لیے تقدیر مبرم (DESTINY) کے الفاظ استعمال فرمائے تھے۔ اسی طرح اس ملک کا عصر حاضر میں عالمی نظام خلافت کے لیے نمونہ بننا (افکارِ اقبال کے مطابق) بھی تقدیر مبرم ہے۔ اس شعر میں علامہ اقبال اپنے ہی VISION کے بارے میں جو وہ 1930ء میں دے چکے تھے، اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! مجھ سے (میرے افکار سے) اس جہاں میں توڑ پھوڑ پیدا کردے اور اس زمین وآسمان کو دگرگوں کردے۔ اسی آہِ فلک رسا کا نتیجہ تھا کہ 1947ء میں برطانوی استعمار کو مسلمانوں نے گھر کا راستہ دکھایا اور ملک پاکستان وجود میں آگیا۔

امریکہ کو مکافاتِ عمل کا سامنا ہے، بالخصوص مسلم ممالک کو جس طرح اس نے تباہ کیا اب وہی کھیل امریکہ میں شروع ہو چکا ہے: ایوب بیگ مرزا

قطر کے ساتھ سعودی اتحاد کے تعلقات کی بحالی کا بظاہر عربوں سے زیادہ فائدہ اسرائیل اور امریکہ کو ہوگا: رضاء الحق

ڈونلڈ ٹرمپ سے امریکی اسٹیبلشمنٹ نے جو کام لینا تھا وہ لے چکے، اب امریکہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی پری پلان ہے: محمد انیس الرحمان

اگر کفر کی ملت متحد ہوگئی ہے تو اب وقت آ گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک بھی ایک امت کی طرح متحد ہو جائیں: ڈاکٹر ارشد محسن

امریکہ میں داخلی خلفشار اور سعودیہ قطر تعلقات کے موضوعات پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: امریکہ جمہوریت کا چیمپئن بن کر ترقی پذیر ممالک میں بدامنی، انتشار اور قتل و غارت کا جو کھیل کھیلتا رہا ہے آپ کی نظر میں کیا امریکہ میں پیش آنے والی حالیہ صورتِ حال کو اس کا مکافاتِ عمل قرار دیا جا سکتا ہے؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ اور مغرب اپنے آپ کو جمہوریت، سیکولرازم اور انسانی حقوق کا چیمپئن باور کرواتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ سفید آدمی دنیا کا نجات دہندہ ہے۔ امریکہ ترقی پذیر ممالک میں مداخلت کے لیے وہی نام استعمال کرتا ہے جو آج کل ٹرمپ اور اس کے حامی خود امریکہ میں استعمال کر رہے ہیں یعنی insurrection۔ اگر تاریخی طور پر دیکھیں تو امریکہ نے کیوبا میں بغاوت کھڑی کر کے رجیم چینج کی۔ ہیٹی میں بھی بغاوت کھڑی کی۔ اس کے علاوہ وہ لاطینی امریکہ کے زیادہ تر علاقوں میں یہی کچھ کرتا رہا ہے۔ آج بھی وینزویلا کی حکومت کے خلاف وہ اپوزیشن کو سپورٹ کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں وہاں رجیم چینج کروانا چاہتا ہوں۔ اس طرح کی رجیم چینج وہ ویت نام، عراق، شام، لیبیا وغیرہ میں بھی کروا چکا ہے۔ عراق میں اس نے یہ چالاکی کھیلی کہ پہلے 1990ء کی دہائی میں عراق کو اکسایا کہ تم کویت پر حملہ کرو ہم تمہارے پیچھے ہیں لیکن اس سے حملہ کروا کر خود پیچھے ہٹ گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ عراق کو شکست ہو تاکہ وہ اپنا نیو ورلڈ آرڈر نافذ کر سکے۔ پھر نائن الیون کے ڈرامے کے بعد عراق پر کیمیائی ہتھیاروں کا جھوٹا الزام لگا کر حملہ کیا لیکن بعد میں اس نے اپنے جھوٹ کا اعتراف کیا۔ اب وہ ایران کے بارے میں کہتا ہے کہ میں رجیم چینج کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ امریکہ کی موجودہ صورتحال مکافاتِ عمل ہے تو امریکی صدارتی انتخابات کے طریقہ کار میں بہت سارے پیدائشی نقائص ہیں۔ وہاں صرف دو جماعتیں ہیں اور کسی بھی جماعت کا صدارتی امیدوار بننے کے لیے ایک بڑی لمبی مہم چلتی ہے۔ دونوں پارٹیوں کے اُمیدوار اعتماد کا ووٹ حاصل کرنے کے لیے عوام کے سامنے جانے کی بجائے سب سے پہلے ''امریکن اسرائیل پبلک افیئرز کمیٹی'' کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور اختتام بھی ''اے پیک'' میں جا کر کرتے ہیں۔ وہاں جا کر اُمیدوار نے اعلان کرنا ہوتا ہے کہ میں (ریپبلکن کا یا ڈیموکریٹس کا) صدارتی اُمیدوار ہوں۔ وہاں سے پھر اس کی توثیق ہوتی ہے کہ وہ صدارتی اُمیدوار بن سکتا ہے یا نہیں۔ وہاں کے میڈیا میں یہودی لابی بالخصوص ذائنسٹ لوگوں کا اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے۔ حتیٰ کہ ان کی سیاست پر بھی صیہونی کنٹرول ہے۔ چاہے ری پبلکن ہی کیوں نہ ہوں جن میں نیو کانز اور ایوانجلسٹس دونوں طرح کے عیسائی شامل ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو گرینڈ اولڈ پارٹی کہتے ہیں لیکن ان کے پیچھے بھی ایک جیوش ذائنسٹ لابی موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ حقیقت ہے کہ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہوتا ہے پلاننگ کے تحت ہو رہا ہوتا ہے اور اس کو ہم مکافاتِ عمل بھی کہہ سکتے ہیں۔

سوال: ڈونلڈ ٹرمپ کے حامیوں کی طرف سے کیپٹل ہل پر حملے کو آپ سیاسی احتجاج کہیں گے یا بغاوت؟ اور امریکی اداروں کی اہلیت کیسی نظر آتی ہے؟

محمد انیس الرحمان: اس وقت امریکہ عوامی سطح پر بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ اس سارے سلسلے کو ہم بغاوت بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ سیاسی احتجاج بھی ہے۔ لیکن یہ بڑا انوکھا سیاسی احتجاج ہے کہ یہ اس شخص کے لیے ہو رہا ہے جو ابھی بھی وائٹ ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے لیے بنیادی طور پر انہوں نے اسرائیلی لابی سے منظوری لینی ہوتی ہے اور اسرائیلی دونوں جانب کھیلتے ہیں۔ یعنی ڈیموکریٹک اور ری پبلکن کے پیچھے وہی لوگ ہوتے ہیں اور یہ ساری باتیں خود امریکن تجزیہ نگار کہتے ہیں جس کو وہ اپنا آزاد میڈیا کہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹرمپ نے وہاں وائٹ سپر میسی کا کارڈ کھیلا ہے اور اس کی صدارت کا سارا دورانیہ اسی بات پر مرکوز رہا ہے۔ اس نے دوسری نسلوں کے ساتھ بہت امتیازی سلوک روا رکھا ہوا تھا۔ پھر وہاں پر ادارے ان مختلف شخصیات کے نام پر تھے جو ماضی میں وائٹ سپر میسی کو مسلط کرنے کے لیے کام کرتے رہے ہیں۔ جب مختلف قرار دادیں آئیں کہ ان اداروں کے نام تبدیل کر دیے جائیں تو ٹرمپ نے سختی سے ان قراردادوں کو ویٹو کر دیا۔

بہرحال، ہم کہہ سکتے ہیں کہ امریکی تاریخ میں سول وار کے بعد پہلی دفعہ واشنگٹن میں اس قسم کا انتشار دیکھنے میں آیا۔ جہاں تک اداروں کی اہلیت کا معاملہ ہے تو ان اداروں میں بھی وائٹ سپر میسی کے حامی لوگ موجود ہیں۔ ٹی وی کی سکرین پر صاف نظر آ رہا تھا کہ بہت سارے سفید فام پولیس والے وہاں کے مظاہرین کے سہولت کار بنے ہوئے تھے۔ درحقیقت یہ احتجاج اداروں کی سپورٹ سے ہو رہا ہے کیونکہ وہاں کے ادارے بھی دو حصوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ اصل میں ٹرمپ کے ساتھ امریکی اسٹیبلشمنٹ نے ہاتھ کیا ہے۔ اس کی لاابالی شخصیت سے جو انہوں نے کام لینا تھا وہ لے چکے۔ یعنی امریکہ کا سفارت خانہ یروشلم میں منتقل کروانا تھا، مقبوضہ یروشلم کو اسرائیل کا دارالحکومت

تسلیم کرنا تھا جو اس نے کر دیا۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو کوئی امریکی صدر ریورس نہیں کر سکتا کیونکہ یہ امریکی آئین کے خلاف چلا جائے گا اور یہ کام ایسا لاابالی شخص ہی کر سکتا تھا کیونکہ اس سے پہلے اکثر صدور نے اپنی صدارتی مہم کے دوران ایسے دعوے تو کیے تھے لیکن عملی طور پر جرأت نہیں کی تھی۔ پھر ٹرمپ کے داماد جیرڈ کشنر کے ذریعے عرب ممالک کو اسرائیل کے قریب کرنا تھا جس پر کافی عمل درآمد ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ ان کے اداروں کی ناکامی نہیں ہے بلکہ وہاں سارے کام بہت پری پلان ہوتے ہیں۔ یہ سارا احتجاج بھی پلاننگ کے تحت تھا۔

سوال: واشنگٹن کی صورت حال کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: جنگ عظیم دوم کے بعد جب امریکہ ایک عالمی قوت کی حیثیت سے اُبھرا تو اس نے ہمیشہ دنیا کا حکمران بننے کی کوشش کی ہے۔ اس نے کوشش کی ہے کہ عالمی معاملات یا تنازعات میں دوسرے ممالک بالخصوص تیسری دنیا اور مسلم ممالک اس کے موقف کی حمایت کریں۔ اگر وہ اس کی حمایت نہیں کرتے تھے تو وہ وہاں سیاسی ہنگامے برپا کروا دیتا تھا یعنی انہیں سیاسی طور پر بلیک میل کرتا تھا۔ آج امریکہ مکافاتِ عمل کا سامنا کر رہا ہے۔ امریکہ میں اس وقت نسلی وطبقاتی کشیدگی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور امریکہ خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امریکہ میں آئینی طور پر تو لوگوں کو حقوق دیے گئے ہیں، آئینی طور پر تو مساوات اور جمہوریت کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن عملی طور پر وہاں اس کے بالکل برعکس ہو رہا ہے۔ مثال کے طور پر چند دہائیاں پہلے وہاں ریسٹورنٹس کے باہر لکھا ہوتا تھا کہ "Blacks and dogs are not allowed"۔ یعنی امریکہ نے انسانی مساوات کی کبھی پابندی نہیں کی۔ جب جارج بش وائٹ ہاؤس سے نکل رہا تھا اور سیاہ فام باراک اوباما بطور صدر داخل ہو رہا تھا تو بش نے جس نفرت انگیز انداز میں اس کا استقبال کیا وہ دیکھنے کے قابل تھا۔ میں امریکہ میں نسلی امتیاز کی چند مثالیں دیتا ہوں۔ پاکستان کی ایک خاتون عابدہ حسین امریکہ میں سفیر تھیں۔ ان کا ایک فنکشن میں امریکی ریٹائر جنرل سے سامنا ہو گیا جو اس وقت کانگریس کا سینیٹر تھا۔ اس جنرل نے بڑی رعونت اور تکبر سے عابدہ حسین سے پوچھا کہ پاکستان ایٹم بم کیوں بنا رہا ہے۔ عابدہ حسین نے بڑی جرأت سے جواب دیا کہ پاکستان ایٹم بم اس لیے بنا رہا ہے کیونکہ پاکستان کو بھی اپنے تحفظ کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح امریکہ کو اپنی سلامتی کی ضرورت ہے۔ اس جواب پر وہ امریکی جنرل آگ بگولہ ہو گیا کہ تم نے امریکہ اور پاکستان کو ایک صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ یہ ایک فرد کی مثال ہے۔ ریاستی سطح پر امریکہ نے جو مثالیں قائم کی ہیں وہ بھی دیکھیں۔ تمام تحقیقاتی ٹیموں نے بتایا کہ عراق میں ڈبلیو ایم ڈی نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود امریکہ نے عراق پر حملہ کر دیا اور لاکھوں بے گناہ انسانوں کا خون اس طرح بہایا کہ جانوروں کا خون بہانا اس طرح کوئی پسند نہیں کرتا۔ بعد میں کہہ دیا کہ ہم سے غلطی ہوئی۔ اب میں امریکہ کی جمہوریت کا پول کھولنا چاہتا ہوں۔ کچھ عرصہ پہلے سیاہ فاموں کے احتجاج کے دوران ایک سفید فام پولیس والے نے ایک سیاہ فام شخص کی گردن کو گھٹنے کے ذریعے دبا کر مار دیا لیکن اس پولیس والے کو کسی نے کوئی سزا نہیں دی بلکہ وہ آزاد پھر رہا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ دنیا کی ہر عالمی طاقت میں پہلے اخلاقی زوال آتا ہے اور پھر اقتصادی اور عسکری زوال آتا ہے۔ اس وقت امریکہ اخلاقی زوال کا شکار ہو چکا ہے۔ یہودی کہتے ہیں کہ انسان صرف ہم ہیں باقی حیوان نما انسان ہیں۔ یہودی عملی طور پر بھی اسی بات کا ثبوت دے رہے ہیں۔ البتہ امریکی منہ سے یہ نہیں کہتے لیکن کرتے وہی کچھ ہیں جو اسرائیل کر رہا ہے۔ آج فطرت امریکہ کو اس کا جواب دے رہی ہے اور آنے والے وقتوں میں امریکہ میں خانہ جنگی اسی بنیاد پر ہو گی۔ کیونکہ جو راستہ اس نے اختیار کیا ہے وہ کلیتاً تباہی اور بربادی کی طرف جاتا ہے۔

> امریکی آئین اور جمہوریت صرف لفظوں کا گورکھ دھندہ ہے، عملی طور پر وہاں وائٹ سپرمیسی کی آمریت ہے اور آنے والے دور میں اسی بنیاد پر وہاں خانہ جنگی ہوگی۔

سوال: مودی اور ٹرمپ سیاسی راہنما ہیں یا سیاسی غنڈے اور واشنگٹن میں احتجاج کے دوران بھارتی پرچم لہراتے لوگ کون تھے؟

رضاء الحق: امریکہ میں وائٹ سپرمیسی شروع سے رہی ہے۔ کیپیٹل ہل میں ایسی شخصیات کے مجسمے ابھی تک موجود ہیں جو غلاموں کی تجارت میں باقاعدہ ملوث رہی ہیں اور ان کو امریکی اپنا ہیرو مانتے ہیں۔ امریکہ میں جتنے بھی صدور آئے وہ سب اس سپرمیسی کی دوڑ کے نمائندے شمار ہوتے تھے۔ وہاں 1960ء کی دہائی میں ٹرپل K (کلوکلکس کلین) بڑا مشہور تھا، وہ بھی اسی کام میں ملوث تھا۔ انہوں نے ہُڈیز پہنی ہوتی تھیں اور وہ کالوں کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے تھے۔ ان کو باقاعدہ ریاست کی سپورٹ حاصل تھی۔ اب جتنے بھی نان وائٹ لوگ ہیں ان کے خلاف وائیلنس کے واقعات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ ٹرمپ کے دور سے پہلے بھی ایسے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ اوباما کے دور سے ہی پولیس کے ہاتھوں سیاہ فاموں کا قتل شروع ہو گیا تھا یعنی یہ کام انہوں نے اداروں کی سپورٹ کے ساتھ کرنا شروع کر دیا ہے۔ امریکہ میں ابھی تک سیاہ فام لوگ تقریباً بارہ فیصد ہوں گے۔ ٹرمپ نے کچھ عرصہ پہلے جارج فلائیڈ کی ہلاکت کے وقت جس طرح کھل کر سیاہ فاموں کے خلاف محاذ کھڑا کیا ایسی مثال پہلے کبھی نہیں ملتی۔ جیسے انڈیا میں کانگریس وہی کچھ چھپ چھپا کر کرتی تھی جو اب مودی کھلے عام کر رہا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں سفید فام غنڈے پہلے بھی تھے لیکن ٹرمپ کے دور میں انہوں نے اپنا ماسک اتار دیا۔ نائن الیون سے پہلے بالواسطہ طور پر مسلمانوں کو ٹارگٹ نہیں کیا جاتا تھا لیکن نائن الیون کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو بھی کھل کر ٹارگٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر سیاہ فاموں کے ساتھ نسلی تعصب کو کھل کر ہوا دینی شروع کر دی۔ ٹرمپ نے اپنی پہلی الیکشن کیمپین کے دوران یہ نعرے لگانے شروع کر دیے تھے کہ میں امریکہ کو دوبارہ سے پہلے والا امریکہ بناؤں گا یعنی مہاجرین وغیرہ سے پاک کر دوں گا۔ موجودہ احتجاج کے پیچھے ان کی ڈیپ سٹیٹ ملوث تھی جس میں ان کے اپنے وائٹ سپرمیسسٹ موجود ہیں، عیسائی Evangelists بھی موجود ہیں اور زائنسٹ بھی موجود ہیں۔ ان کا ایک باقاعدہ مقصد ہے جس کے تحت وہ یہ سارے کام کرتے ہیں۔ اگر ان ہنگاموں میں انڈین موجود تھے تو یہ ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں کا انڈین یہ سمجھتا ہے کہ مجھے جتنی سہولیات و فوائد ٹرمپ کے دور میں ملے ہیں وہ دوسرے کسی صدر کے دور میں ممکن نہیں۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ بھارتیوں نے اس وقت ٹرمپ کے ساتھ یکجہتی دکھائی ہے۔ امریکہ نے چونکہ چین کا گھیراؤ کرنا ہے اور اس کے لیے وہ بھارت کو استعمال کر رہا ہے، اس کے علاوہ بھی امریکہ کے اس خطے میں مفادات انڈیا کے ساتھ جڑتے ہیں اس لیے امریکہ میں کوئی بھی حکومت میں آئے وہ بھارت کو آن بورڈ لے گا۔ حالانکہ جو بائیڈن کے ساتھ نائب صدر انڈین نژاد

کملا ہیرس ہے لیکن اس کے باوجود ٹرمپ بھارتیوں کے لیے زیادہ اہمیت رکھتا تھا، اس لیے بہت سے بھارتیوں نے احتجاج میں حصہ لیا۔ لیکن یہ بات کوئی بہت بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت نہیں گی۔ جو بھی آئے گا وہ انڈیا کو آن بورڈ لے کر چلے گا۔

سوال: کیا امریکہ میں 20 جنوری کو پُرامن انداز میں انتقال اقتدار ہو جائے گا؟

رضاء الحق: بظاہر دکھائی دے رہا ہے کہ ہو جائے گا۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں۔ ٹرمپ نے اپنے لیے ایک درمیانی رستہ اختیار کیا ہے۔ اس نے یہ کہا ہے کہ مظاہرین نے جو حملہ کیا، یہ اچھا نہیں کیا، برا کیا اور میں ان کے پیچھے نہیں تھا۔ پھر نائب صدر مائیک پینس نے اصولی طور پر پورے پروسیجر کے مطابق الیکٹورل ووٹ گنتے ہوئے اقتدار منتقل کر دیا۔ پھر عسکری قیادت نے بھی جو بائیڈن کو تسلیم کر لیا ہے۔ البتہ جو تقسیم وجود میں آچکی ہے وہ ختم ہونے والی نہیں ہے۔ اس احتجاج کے دور رس نتائج ضرور ہوں گے۔ احتجاج کرنے والوں نے باقاعدہ ہتھیار خرید لیے ہیں۔ ابھی نہ سہی لیکن کچھ عرصہ بعد وہاں فسادات ضرور پھوٹیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ صہیونی لابی جب اور جس وقت چاہے امریکہ کو گرا سکتی ہے کیونکہ اب وہ گریٹر اسرائیل کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس لیے امریکہ میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ منظم انداز میں ہو رہا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے پوری دنیا کو یہ پیغام دے دیا ہے کہ جمہوریت کوئی مضبوط چیز نہیں ہے۔ آپ جس وقت چاہیں اس کے ستونوں کو آرام سے ہلا سکتے ہیں۔

سوال: سعودی عرب اتحاد کی قطر سے تعلقات کی بحالی کسی گریٹ گیم کا حصہ تو نہیں؟

محمد انیس الرحمان: خلیج تعاون کونسل کا ڈھانچہ دیکھا جائے تو اس میں ہمیشہ سے سعودی عرب کو سپرمیسی حاصل رہی ہے جیسے او آئی سی میں ہے۔ کیونکہ وہ رقبے کے لحاظ سے بھی بڑا ملک ہے اور حرمین شریفین کی وجہ سے مسلمانوں کے مرکز کی بھی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن سعودی عرب کی اس سپرمیسی کو قطر اور اومان نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ پھر اس اتحاد میں دو گروپ بن گئے۔ ایک کی نمائندگی اومان اور قطر کرتے تھے جبکہ دوسرے گروپ کی نمائندگی سعودی عرب کرتا تھا۔ ان دونوں گروپوں کے درمیان تقسیم تو شروع سے چلی آرہی ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپس میں سفارتی و تجارتی تعلقات پر پابندیوں تک نوبت پہنچ جائے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ سعودی عرب میں شاہ عبداللہ کے انتقال کے بعد ولی عہدی کی دوڑ تھی جس کے نتیجے میں اقتدار محمد بن سلمان کے کنٹرول میں چلا گیا جو کہ ایک نوجوان اور ناتجربہ کار آدمی ہے۔ دوسرا یہ کہ امریکہ کی تجارتی دکان اسی بنیاد پر چلتی تھی۔ اگر یہ محاذ گرم نہیں ہوں گے تو پھر اسلحہ کون خریدے گا۔ تیسرا یہ کہ جس زمانے میں خلیجی ریاستیں اسرائیل کو تسلیم کرنے سے ہچکچاہٹ کا شکار تھیں، اس زمانے میں قطر نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کر کے سیاسی طور پر اپنے وزن میں اضافہ کر دیا۔ دوسرا بڑا قدم یہ اٹھا کہ سینٹ کام کا ہیڈ کوارٹر دوحہ میں بن گیا۔ تیسرا بڑا کام یہ کیا کہ الجزیرہ کو آزاد میڈیا ہاؤس کی شکل دے دی جس نے کھل کر عرب بالخصوص خلیجی ریاستوں کے حکمرانوں پر تنقید کرنا شروع کر دی۔ اسی طرح قطر نے اخوان کی قیادت کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے جو الجزیرہ سے کھل کر اظہار خیال کرتے ہیں۔ ان معاملات نے باقی عرب ریاستوں کو قطر کے سامنے زچ کر دیا تھا۔ پھر وہ یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ قطر بین الاقوامی طور پر اپنی ایک انفرادیت قائم کیے ہوئے ہے کہ وہاں سینٹ کام، الجزیرہ، اخوان کی قیادت وغیرہ سب موجود ہیں، وہاں اسلامی تحریکوں کے لوگ آپس میں جا کر مل رہے ہیں۔ پھر امریکہ کو افغانستان میں جو مار پڑی اس کی مرہم پٹی بھی دوحہ میں ہوئی۔ یہ ساری چیزیں قطر کے لیے بڑے اعزازات تھے جس کی وجہ سے وہ عالمی سطح پر بہت نمایاں ہو رہا تھا جبکہ دیگر عرب ریاستوں کو یہ ہضم نہیں ہو رہا تھا۔ دوسری طرف ساڑھے تین برس کی شدید سختیوں کے باوجود قطر نے باقی خلیجی ممالک کے آگے سر نہیں جھکایا بلکہ ان پابندیوں کی وجہ سے وہ اور زیادہ مضبوط ہو گیا۔ کیونکہ انہوں نے ان پابندیوں کے دوران جو ذرائع اختیار کیے اس کی وجہ سے وہ ایک نئے تجربے سے روشناس ہوئے۔ اب اگر عربوں نے تعلقات کی بحالی کا عندیہ دیا ہے تو یہ ان کی اپنی غلطی تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ میرا خیال ہے کہ خلیج تعاون کونسل کا حالیہ اجلاس اسی ایجنڈے کے تحت بلایا گیا تھا کہ اس پلیٹ فارم سے قطر سے تعلقات بحالی کا اعلان کر دیا جائے۔ پھر ان معاملات کو ترکی نے بہت زیادہ سہولت پہنچائی۔ سعودی شاہ سلمان نے طیب اردگان سے فون پر بات کی جس سے ہمیں یہی لگا کہ ان کے درمیان سرد مہری یا سرد جنگ کی برف پگھلنا شروع ہو گئی ہے۔ اس کے بعد اگلا قدم یہی بنتا تھا کہ ترکی قطر کے ساتھ تعلقات کی بحالی میں تعاون کرے۔ البتہ اس معاملے میں مصر اور عرب امارات کو زیادہ دھچکا لگا ہے کیونکہ الاخوان کی قیادت مصری حکومت کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دوسری طرف حماس کی قیادت کو ترکی میں پاسپورٹ بھی دے دیے گئے ہیں تاکہ ان کے اوپر سفری پابندیاں ختم ہو سکیں۔ کہا جاتا ہے اس معاملے میں ماسٹر مائنڈ اماراتی حکام تھے۔

سوال: سعودی اتحاد کے قطر کے ساتھ تعلقات کی بحالی میں کویت نے کیا رول ادا کیا ہے؟

ڈاکٹر ارشد محسن: میں دو دہائیوں سے کویت میں سکونت پذیر ہوں اور یہاں اپنی تعلیمی و تدریسی، تربیتی اور معاشرتی سرگرمیوں کی وجہ سے عرب دنیا کے کچھ حقائق سے واقف ہوں۔ قطر پر لگی پابندیوں کے سلسلے میں کویت کا موقف شروع سے ہی واضح رہا ہے، اس واقعے سے پہلے کویت کی ہمیشہ کوشش رہی کہ آپسی رنجش ختم ہو جائے اور چیزیں بالکل نارمل ہو جائیں۔ میری سمجھ کے مطابق ان کی اس جدوجہد کے پیچھے یہ قرآنی آیات کارفرما رہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾

''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔'' (الحجرات:10)

کویت کے سابق امیر جناب شیخ صباح الاحمدی الصباح نے اس قرآنی حکم کی بڑی شدت کے ساتھ تعمیل کرنے کی کوشش کی اور قطر پر پابندیوں کے خاتمے کے لیے وہ پہلے دن سے ہی بہت متحرک رہے اور اپنی زندگی کے آخری سانس تک ان کی یہ کوشش رہی کہ دو برادر اسلامی عرب ممالک کے درمیان صلح ہو جائے۔ آپ اس سلسلے میں رمضان کے مہینے میں حالت صیام میں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد کویت کے موجودہ امیر جناب شیخ نواف الاحمد الاصباح نے بھی بدستور مصالحت کی اس کوشش کو جاری رکھا۔ ان کی مخلصانہ کوششوں کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ کویت کے وزیر خارجہ شیخ احمد ناصر الصباح کو بذات خود ایک دن میں چار چار بار سعودی اور قطر کے دورے کرنے پڑے ہیں۔ الحمد للہ! ان حضرات کی اس کوشش کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور یہ معاملہ اپنے منطقی انجام تک پہنچ گیا۔ چونکہ یہ کوئی دشمنی اور قتل کا معاملہ تو نہیں تھا اس لیے یہی ہونا تھا۔ یہ تفرقہ مفسدین نے ڈالا ہوا تھا۔ یہ لوگ ایک بات نہیں سمجھتے کہ خلیج کے تمام ممالک کے عوام کا صرف ایک ہی نعرہ ہوتا ہے کہ خلیجن واحد وشعبان واحد۔ یہ خلیج ایک ہے اور ہم سب ایک قوم ہیں۔ زیادہ دن یہ تفرقہ باقی نہیں رہ سکتا تھا۔ میں سمجھتا

ہوں کہ اگر کفر کی ملت متحد ہو گئی ہے تو اب وقت آ گیا ہے کہ تمام اسلامی ممالک بھی ایک امت کی طرح متحد ہو جائیں اور اگر کوئی تنازع باقی رہا تو ہمارے لیے حالات بہت چیلنجنگ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

سوال: سعودی اتحاد کی قطر کے ساتھ صلح کہیں امریکی ڈکٹیشن کا نتیجہ تو نہیں اور فتح قطر کی ہوئی یا سعودی اتحاد کی؟

رضاء الحق: میرے نزدیک اس اتحاد کا فائدہ یا جیت قطر یا سعودی عرب سے زیادہ امریکہ اور اسرائیل کی ہوئی ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ الجزیرہ فوکس نیوز کی ملکیت ہے اور فوکس نیوز ان چار بڑے نیٹ ورکس میں سے ایک ہے جو صہیونی کنٹرول میں ہیں۔ لہٰذا اب الجزیرہ وہ الجزیرہ نہیں ہے جو کسی زمانے میں قطر کا الجزیرہ ہوا کرتا تھا اور اب اس سے وہی خبر جاتی ہے جو اسرائیل یا صہیونی لابی کے مفاد میں ہوتی ہے۔ ایک العلاء ڈکلریشن سامنے آیا جس میں کچھ ایسی شقات ہیں جو بہت زیادہ خدشات پیدا کر رہی ہیں۔ مثلاً

1۔ سول سوسائٹی کا نام اس ڈکلریشن میں بہت زیادہ لیا گیا اور یہ سوسائٹی این جی اوز چلاتی ہیں۔

2۔ پھر ایمپاورمنٹ آف وومن کے حوالے سے محمد بن سلمان جو کام کر رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے۔

3۔ سکول کے نصاب کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔ یہ بہت زیادہ خدشے والی بات ہے۔ ٹرمپ کے پہلے وزیر خارجہ جم میٹس اور نائب صدر مائیک پنس نے باقاعدہ کہا تھا کہ اب سعودی عرب کا نصاب واشنگٹن سے آیا کرے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب تک عرب ممالک آپس میں لڑیں گے نہیں تو امریکہ کی ملٹری انڈسٹری کس طرح چلے گی۔ اس طرح اس اتحاد میں جوائنٹ ڈیفنس ایگریمنٹ کی بات کی گئی جو بظاہر بہت اچھی نظر آتی ہے لیکن وہ ایگریمنٹ دشمنان اسلام کے خلاف نہیں مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال ہونا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر ریڈ فلیگ جس نے اٹھایا وہ نام تھا AlUla جس کو ہم الحجر یا مدائن صالح بھی کہتے ہیں۔ قرآن پاک میں قوم ثمود کا ذکر موجود ہے۔ وہ جس علاقے میں رہا کرتی تھی وہاں پر جی سی سی کی 41ویں کانفرنس منعقد ہوئی ہے جو پہلے مکہ میں ہوا کرتی تھی۔ یعنی یہ ایک ایسے علاقے میں ہوئی ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ چکا ہوا ہے جس کا قرآن میں کئی مقامات پر ذکر ہے۔ حدیث رسول ﷺ میں مسلمانوں کے لیے واضح حکم تو یہ ہے کہ جہاں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا ہو وہاں سے تیزی سے گزر جانا چاہیے۔ آپ ﷺ غزوۂ تبوک کے سفر پر بذات خود اپنے صحابہؓ کے ساتھ تیزی سے اس جگہ سے گزر گئے تھے۔ 2008ء میں سعودی عرب نے اقوام متحدہ کے ساتھ مل کر اس شہر کو سعودی عرب کی پہلی UN Heritage Site قرار دیا۔ یہاں پر 2017-18ء میں باقاعدہ آٹھ دنوں کا فیسٹیول ہوا۔ یہ ساری باتیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودی اُسی طرح راندۂ درگاہ ہیں جیسا کہ شیطان ملعون ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ سے دور کیا جائے اور اُن سے ایسے کام لیے جائیں جن سے وہ اللہ کی ناراضی مول لیں۔ دوسری طرف اسرائیل نے اپنے حملے بالکل بھی بند نہیں کیے، اس نے شام پر حملہ کیا جس میں 57 لوگ شہید ہوئے، اس کے علاوہ غزہ پر وہ روز حملے کرتا ہے۔ بہر حال اس طرح کے اتحاد سے عربوں کو فائدہ ہونا مشکل لگتا ہے کیونکہ تاریخ یہی بتاتی ہے کہ اس کا فائدہ امریکہ اور اسرائیل زیادہ اٹھائیں گے۔

سوال: سعودی اتحاد اور قطر کی صلح کہیں کیرٹ اینڈ سٹک کا کھیل تو نہیں؟

محمد انیس الرحمان: ایسا ہو سکتا ہے اور وہاں یہ ہوتا بھی رہا ہے۔ لیکن کیرٹ اینڈ سٹک کا کھیل وہاں کھیلا جاتا ہے جہاں اگلا فریق اتنا کمزور ہو کہ لالچ میں پھنس جائے۔ جبکہ قطر کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔ اس کا دفاع اور اقتصادیات کافی مضبوط ہیں۔ اصل میں یہ ایک بڑے واضح انداز میں قطر کی فتح ہے۔ جہاں تک امریکہ اور اسرائیل کا معاملہ ہے تو آنے والا دور بنیادی طور پر روس کے گھیرے کو سخت کرنے والا ہے اور اسی سلسلے میں جو بائیڈن وائٹ ہاؤس میں آ رہا ہے۔ آنے والے دور میں امریکہ کا اثر و رسوخ آہستہ آہستہ کم ہونا ہے اور اسرائیل کا مزید بڑھنا ہے۔ اس سارے سلسلے میں مشرق وسطیٰ اور خلیجی ممالک کا بڑا اہم کردار ہے۔ یعنی وہ اب اپنے حواریوں کی ایک نئے طریقے کے ساتھ صف بندیاں کر رہے ہیں۔

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

"دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23 کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور" میں

05 تا 07 فروری 2021ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے،

نوٹ مدرسین ریفریشر کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ مدرسین سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ محاضرات حدیث از: ڈاکٹر محمود احمد غازی

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

اور

ان شاءاللہ "مسجد فاطمہ، جامع القرآن حشمت کالونی، ہارون آباد" میں

07 تا 13 فروری 2021ء (بروز اتوار نماز عصر تا ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

12 تا 14 فروری 2021ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء و معاونین متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0308-7253930/0333-6305730

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت (042)35473375-78

حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرید اللہ مروت

"امہات المومنینؓ کی مبارک سیرت کا تذکرہ کرنے کے بعد اب خاندان رسالت کی بنات طاہراتؓ کی پاکیزہ زندگی اور سیرت کا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ بناتِ طاہراتؓ کا مقام انتہائی بلند وارفع ہے۔ جن کی تعلیم وتربیت محسن انسانیت، صاحب خلق عظیم اور سرور دو عالم ﷺ کی مرہون منت ہے۔ بنات سیداتؓ کی مقدس زندگی کے پاکیزہ نقوش حیات دخترانِ اسلام کے لیے مشعل راہ ہیں۔ ان کی پیروی دنیوی واُخروی فلاح وکامرانی کا ذریعہ ہے۔ ان برگزیدہ بنات طیبات، صالحات وقانتات شہزادیوںؓ کا بچپن، جوانی، شادی، خانہ داری، عبادت وریاضت، زہد وقناعت، جود وسخا، جذبہ خدمت خلق، تربیت اولاد اعزہ واقرباء کے ساتھ حسن معاشرت غرض زندگی کا ایک ایک گوشہ دخترانِ اسلام کے لیے قابل تقلید اور لائق صد تحسین ہیں۔

معاشرتی خرابیوں کی بیخ کنی اور نکاح وجہیز کی فرسودہ اور جاں گداز رسومات کی اصلاح کے لیے شاہِ کونینؐ کی شہزادیوںؓ کے نکاح اور جہیز کا ایمان افروز تذکرہ مسلمان دوشیزگان اور ان کے والدین کے لیے مشعل راہ ہے۔

بنات طاہراتؓ نے اسلامی شعار کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر سادہ، اور راحت وسکون والی زندگی بسر فرمائی تھی۔ وہ مسلمان لڑکیوں، خواتین اور ان کے خاندان کے لیے درس عبرت ہیں۔ ان شاء اللہ بنات طاہراتؓ کی سیرت کے واقعات اسلامی معاشرہ کو مہذب بنانے اور اُخروی زندگی کی فوز وفلاح میں مددگار ثابت ہوں گے۔" (عرضِ مرتب)

حضور ﷺ کی چار شہزادیوں میں سے سب سے بڑی شہزادی سیدہ زینبؓ ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ ام المومنین سیدہ خدیجہؓ ہیں۔

ولادت باسعادت

سرور دو عالم ﷺ کی بعثت سے دس برس پہلے پیدا ہوئیں۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک 30 سال تھی۔

قبول اسلام

اعلان نبوت کے بعد ام المومنین سیدہ خدیجہؓ سب سے پہلے حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ اس طرح حضور ﷺ کی چاروں صاحبزادیاں ابتدا سے ہی نورِ ایمان سے مشرف باسلام ہوئیں۔ ظہورِ اسلام کے وقت سیدہ زینبؓ کی عمر 10 سال تھی۔

سیدہ زینبؓ کا عقدِ نکاح

حضرت زینب کی شادی کمسنی میں بعثت نبوی سے قبل ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاصؓ بن ربیع سے ہوگئی۔

بعثت نبوی کے بعد کفار مکہ نے سرورِ کائنات ﷺ اور دعوتِ حق پر لبیک کہنے والوں پر بے پناہ مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔ رسول کریم ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ ابولہب کے دو بیٹوں کے نکاح میں تھیں۔ تاہم رُخصتی نہیں ہوئی تھی۔ ان دونوں نے اپنے باپ کے کہنے پر دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ ابوالعاص کو بھی کفار نے بہت اُکسایا کہ وہ حضرت زینبؓ کو طلاق دے دیں، لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا اور حضرت زینبؓ سے نہایت اچھا سلوک کرتے رہے۔

زبانِ نبوتؐ سے ابوالعاصؓ کی تحسین

اگرچہ ابوالعاصؓ ایک عرصہ تک کفر پر قائم رہے لیکن سرور دو عالم ﷺ کی دامادی کی لاج رکھی اور کسی بھی موقع پر اس انتہائی نازک تعلق پر کبھی آنچ نہیں آنے دی۔ رسول کریم ﷺ نے ابوالعاصؓ کے اس طرزِ عمل کی ہمیشہ تعریف کی۔ باوجود اتنی شرافت اور نیک نفسی کے ابوالعاصؓ نے اپنا آبائی مذہب ترک نہ کیا حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔

حضرت زینبؓ ان دنوں اپنے سسرال میں تھیں۔

رمضان المبارک 2 ہجری میں حق اور باطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے میدان میں ہوا اس میں حق غالب رہا اور قریش مکہ کے بہت سے آدمی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ ان میں حضرت ابوالعاصؓ بھی تھے۔ انہیں ایک انصاری حضرت عبداللہؓ بن جبیر نے اسیر کیا۔ اہل مکہ نے جب یہ خبر سنی تو قیدیوں کے قرابت داروں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے عزیزوں کی رہائی کے لیے زرِ فدیہ بھیجا۔ حضرت زینبؓ نے بھی مکہ سے اپنے دیور عمرو بن ربیع کے ہاتھ یمنی عقیق کا ایک ہار اپنے شوہر کی رہائی کے لیے بھیجا۔ یہ ہار حضرت زینبؓ کو ان کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے شادی کے وقت جہیز میں دیا تھا۔ جب سرورِ کائنات ﷺ کی خدمت میں یہ ہار پیش کیا گیا تو حضور ﷺ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ یاد آئیں اور آپؐ آبدیدہ ہو گئے۔

ابوالعاصؓ کا فدیہ

حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: "اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینبؓ کو واپس بھیج دو۔ یہ اس کی ماں کی نشانی ہے۔ ابوالعاصؓ کا فدیہ صرف یہ ہے کہ وہ مکہ جا کر حضرت زینبؓ کو فوراً مدینہ بھیج دیں۔" تمام صحابہؓ نے ارشادِ نبویؐ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاصؓ نے بھی یہ شرط قبول کر لی اور رہا ہو کر مکہ پہنچے۔ رسول کریم ﷺ نے ان کے ہمراہ حضرت زیدؓ بن حارثہ کو بھیجا کہ وہ "بطن یاجج" کے مقام پر ٹھہر کر انتظار کریں، جب زینبؓ مکہ سے وہاں پہنچیں تو انہیں ساتھ لے کر مدینہ آ جائیں۔

سیدہ زینبؓ کی ہجرت کا کربناک واقعہ

حضرت ابوالعاصؓ نے وعدہ کے مطابق اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ہمراہ حضرت زینبؓ کو مکہ سے مدینہ کی جانب روانہ کر دیا۔ کفارِ مکہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ سرورِ کائنات ﷺ کی بیٹی مدینہ جا رہی ہے تو انہوں نے کنانہ بن ربیع اور حضرت زینبؓ کا تعاقب کیا اور مقام "ذی طویٰ" میں انہیں جا گھیرا۔ حضرت زینبؓ اونٹ پر سوار تھیں۔ کفار کی جماعت میں سے ہبار بن اسود (جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے) نے حضرت زینبؓ کو اپنے نیزہ سے زمین پر گرا دیا۔ (یا اونٹ کا منہ پھیرنے کے لیے اپنا نیزہ گھمایا اور حضرت زینبؓ گر پڑیں) وہ حاملہ

تھیں۔سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔کنانہ بن ربیع غضبناک ہو گئے۔ ترکش سے اپنے تیر نکالے اور انہیں کمان پر چڑھا کر للکارے کہ خبردار اب تم میں سے کوئی آگے بڑھا تو اسے چھلنی کر دوں گا۔کفار رُک گئے۔ابوسفیان بھی ان میں شامل تھے۔انہوں نے کہا بھتیجے اپنے تیر روک لو میں تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔'' کنانہ نے پوچھا، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ ابوسفیان نے ان کے کان میں کہا۔''محمدؐ کے ہاتھوں ہمیں جس رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا ہے تم اس سے بخوبی آگاہ ہو، اگر تم اسؐ کی بیٹی کو اس طرح کھلم کھلا ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو ہماری بڑی سبکی ہوگی، بہتر یہ ہے کہ تم اس وقت زینب ؓ کے ہمراہ مکہ واپس لوٹ چلو اور پھر کسی وقت خفیہ طور پر زینبؓ کو لے جانا۔'' کنانہ نے یہ بات مان لی اور حضرت زینب ؓ کو لے کر مکہ واپس آ گئے۔ چند دن بعد وہ رات کے وقت چپکے سے حضرت زینب ؓ کو ہمراہ لے کر بطن یا جج پہنچے اور انہیں حضرت زید ؓ بن حارثہ کے سپرد کر کے مکہ واپس چلے گئے۔حضرت زید ؓ حضرت زینب ؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پہنچے۔

حضرت ابوالعاص ؓ کو حضرت زینب ؓ سے بہت محبت تھی۔حضرت زینب ؓ کے چلے جانے کے بعد وہ بہت بے چین رہنے لگے۔ایک دفعہ جب وہ شام کی طرف سفر کر رہے تھے تو پُر درد آواز میں یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

ذکرت زینب کما ورکت ارما
فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما
بنت الامین جزاھا اللہ صالحہ
وکل بعل ما الذی علما

جب میں ارم کے مقام سے گزرا تو زینب کو یاد کیا اور کہا کہ خدا اس شخص کو شاداب رکھے جو حرم میں مقیم ہے امین کی لڑکی کو خدا جزائے خیر دے۔

حضرت ابوالعاص ؓ بڑے شریف النفس اور دیانتدار آدمی تھے۔لوگ ان کے پاس اپنی امانتیں رکھتے۔ وہ نہایت دیانت کے ساتھ ان کی حفاظت کرتے اور مالکوں کے طلب کرنے پر فوراً واپس کر دیتے تھے مکے میں ان کی اس قدر ساکھ تھی کہ لوگ اپنا مالِ تجارت انہیں دے کر فروخت کے لیے دوسرے ملکوں میں بھیجا کرتے تھے۔ 6 ہجری میں ابوالعاص ؓ ایک تجارتی قافلہ کے ہمراہ شام جا رہے تھے کہ عیص کے مقام پر مجاہدین اسلام نے قریش کے قافلہ پر چھاپا مارا اور تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ حضرت ابوالعاص ؓ بھاگ کر مدینہ چلے گئے اور دوسرے مشرکین کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا۔حضرت ابوالعاص ؓ نے مدینہ پہنچ کر حضرت زینب ؓ کی پناہ لی۔انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سفارش کی کہ ابوالعاص ؓ کا مال انہیں واپس کر دیا جائے۔ چونکہ ابوالعاص ؓ نے مکہ میں حضرت زینب ؓ کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا۔اس لیے حضور ﷺ ان کا لحاظ کرتے تھے۔صحابہؓ سے فرمایا: ''اگر تم ابوالعاص ؓ کا مال واپس کر دو گے تو میں ممنونِ احسان ہوں گا۔''

صحابہ کرامؓ ؓ کو تو ہر وقت خوشنودیِ رسولؐ مطلوب تھی، فوراً تمام مال واسباب حضرت ابوالعاص ؓ کو واپس کر دیا۔ وہ تمام مال و متاع لے کر مکہ پہنچے اور تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر دیں۔ پھر اہل مکہ سے مخاطب ہو کر کہا: ''اے اہل قریش اب میرے ذمہ کسی کی کوئی امانت تو نہیں ہے؟''

تمام اہل مکہ نے یک زبان ہو کر کہا ''بالکل نہیں، خدا تمہیں جزائے خیر دے تم ایک نیک نہاد اور باوفا شخص ہو۔''

حضرت ابوالعاص ؓ نے کہا ''تو سن لو کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔خدا کی قسم اسلام قبول کرنے میں مجھے صرف یہ امر مانع تھا کہ تم لوگ مجھے خائن نہ سمجھو۔''

یہ کہہ کر کلمۂ شہادت پڑھا اور اس کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ یہ محرم 7 ہجری کا واقعہ ہے۔

حضرت زینبؓ اور ابوالعاصؓ کا دوبارہ بندھن

چونکہ حضرت زینب ؓ اور حضرت ابوالعاص ؓ میں شرک کی وجہ سے تفریق ہو گئی تھی اس لیے جب ابوالعاص ؓ مشرف باسلام ہو کر مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ نے حضرت زینب ؓ کو پہلے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کر کے حضرت ابوالعاصؓ کے گھر بھجوا دیا۔

حضرت زینب ؓ کی اولاد

حضرت زینب ؓ نے اپنے پیچھے ایک لڑکا علی ؓ اور ایک لڑکی حضرت اُمامہ ؓ چھوڑی۔ایک روایت کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر علیؓ بن ابوالعاصؓ رسول کریم ﷺ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے۔ایک اور روایت کے مطابق انہوں نے جنگ یرموک میں شہادت پائی اور ایک تیسری روایت کے مطابق وہ سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

حضرت ابوالعاص ؓ نے وفات سے پہلے اپنی لڑکی اُمامہ ؓ کو حضرت زبیر ؓ بن عوام (اپنے ماموں زاد بھائی) کی سرپرستی میں دے دیا۔حضرت فاطمۃ الزہرا ؓ کی وفات کے بعد حضرت امامہ ؓ حضرت زبیر ؓ کے ایما پر حضرت علی ؓ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

سیدہ زینب ؓ کا سانحہ ارتحال

حضرت زینب ؓ مدینہ منورہ ہجرت کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہیں اور 8 ہجری میں خالق حقیقی کے حضور پہنچ گئیں۔اس کا سبب اسقاطِ حمل کی وہ تکلیف تھی جو پہلی دفعہ مکہ سے آتے ہوئے ذی طویٰ کے مقام پر انہیں پہنچی تھی۔

سیدہؓ کی غسل اور تکفین

حضرت ام ایمنؓ حضرت سودہؓ اور حضرت ام سلمہؓ نے رسول کریم ﷺ کی ہدایات کے مطابق میت کو غسل دیا۔جب غسل سے فارغ ہوئیں تو حضور ﷺ کو اطلاع دی۔آپؐ نے اپنا تہہ بند عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ اسے کفن کے اندر پہنا دو۔

صحیح بخاری میں مشہور صحابیہ حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ میں بھی زینب بنت رسول اللہ ﷺ کے غسل میں شریک تھی۔غسل کا طریقہ حضور ﷺ خود بتلاتے جاتے تھے۔آپؐ نے فرمایا پہلے ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار غسل دو اور اس کے بعد کافور لگاؤ۔ایک اور روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ام عطیہ ؓ سے فرمایا: ''اے ام عطیہؓ میری بیٹی کو اچھی طرح کفن میں لپیٹنا اس کے بالوں کی تین چوٹیاں بنانا اور اسے بہترین خوشبوؤں سے معطر کرنا۔''

سیدہؓ کی نمازِ جنازہ اور تدفین

نمازِ جنازہ رسولِ مقبول ﷺ نے خود پڑھائی اور حضرت ابوالعاص ؓ نے قبر میں اتارا۔ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ خود بھی قبر میں اترے۔

جس دن حضرت زینبؓ نے وفات پائی۔حضور ﷺ بے حد مغموم تھے۔آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپؐ فرما رہے تھے:

''زینبؓ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔''

اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ نفوس پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین!

کجا ماند مسلمانی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کورونا کی دوسری لہر پوری شدت سے دنیا پر چڑھ دوڑی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ 'مرگِ انبوہ جشنے دارد' (عام مصیبت میں رنج کم ہوجاتا ہے۔) کا محاورہ کارفرما نظر آ رہا ہے۔ صرف ایک کیلی فورنیا (امریکا کی بڑی اور امیر ترین ریاست) کی اعلیٰ ترین یونیورسٹی آف کیلی فورنیا کے ہسپتال کی رپورٹ نئی لہر کی شدت کی خبر دیتی ہے۔ مریضوں کی تعداد ہسپتال کی گنجائش سے باہر ہوگئی۔ 82 فیصد اضافہ مریضوں میں اور 92 فیصد اموات میں یکا یک ہونے لگا۔ اسے کووڈ سونامی کا نام دیا گیا۔ غیر معمولی بحران کے پیش نظر اضافی فیلڈ ہسپتال فوری کھڑا کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس کورونا لہر کے لیے 'Surge' کی اصطلاح استعمال ہوئی تو دھیان فوراً اوباما دور کی معروف 'Surge' کی طرف چلا گیا۔ افغانستان سے نمٹنے کو اوباما نے اپنی افواج کی تعداد میں یکدم اضافے، (بڑی لہر) کا اعلان اسی اصطلاح کے تحت کیا تھا۔ امریکی 36 ہزار فوجیوں اور نیٹو 32 ہزار پر مزید 17 ہزار کی اضافی لہر افغانستان پر غلبہ پانے کو امڈی تھی۔ فروری 2009ء کی اس لہر کے بعد آج دنیا جنوری 2021ء میں جس لہر کی موجوں کے تھپیڑوں کی زد میں ہے، اس کے آگے طبی لاؤ لشکر ڈبکیاں کھا رہا ہے۔

11 جنوری تک کا عالمی کورونا خبر دے رہا ہے کہ دنیا بھر میں کل کیس 9 کروڑ 8 لاکھ 31 ہزار 550 ہوچکے۔ کل اموات ایک کروڑ 94 لاکھ 56 ہزار سے زائد ہیں۔ گلوبل چودھری امریکا، وبا میں بھی پہلے نمبر پر فائز ہے۔ یورپ کی حالت غیر ہے وہاں برطانیہ زد میں ہے زیادہ۔ امریکا میں ہسپتالوں و پرائیویٹ مردہ خانوں میں لاشوں کی جگہ نہ ہونے پر اب برفاب ٹرک (فریج والے کنٹینرز) استعمال میں لائے جا رہے ہیں، تدفین تک اسٹور کرنے کو۔ بڑی بڑی اجتماعی قبریں کھود کر بیک وقت مردے دفنانے کی نوبت تو پچھلی لہر میں بھی آئی تھی جس کی تصاویر عبرت انگیز تھیں۔ دشتِ لیلیٰ (افغانستان) میں نومبر 2001ء میں دو ہزار طالبان کو بند کنٹینروں میں ٹھونسا گیا جہاں وہ دم گھٹ کر مرتے گئے اور پھر اجتماعی قبروں میں نیم مردہ، مردہ لے جا ڈالے گئے۔ یہ جنگی جرائم جن پر حقوق انسانی کی بعض تنظیمیں آواز اٹھاتی رہیں مگر پیش رفت ممکن نہ تھی۔ اب الٰہی فیصلے اتر آئے بر سرزمین مکافاتِ عمل کو۔ کنٹینرز کے بدلے اب برفاب کنٹینر اور اجتماعی قبور خود انہیں درپیش ہیں۔ ساری فوجیں مظلوم، نہتے افغانوں کے مقابل بھی مغلوب ہوئیں۔ اور یہ بھی ہوا کہ: 'اس کے بعد اس کی قوم پر ہم نے آسمان سے کوئی لشکر نہ اتارا۔ ہمیں لشکر بھیجنے کی کوئی حاجت نہ تھی۔ بس ایک دھماکا ہوا اور یکا یک وہ سب بجھ کر رہ گئے۔' (یٰسین۔ 29,28)

یہاں کووڈ دھماکا پوری دنیا میں سوشل میڈیا اور خبروں کی دنیا میں ہوا۔ غیر مرئی، نیم جان وائرس دبے پاؤں موت کی سرسراہٹیں لیے پھرتا اور شمعِ حیات بجھا کر چل دیتا ہے۔ وہ جوان سربستہ رازوں کے امین تھے (کورونا کیا ہے، کیوں ہے؟) جو آدمؑ تا ایں دم پوری انسانی تاریخ، گزری اقوام، انبیاء کی تعلیمات، واقعات بارے لاریب کتاب کے ذریعے تربیت یافتہ تھے، ان پڑھ بنے بیٹھے رہے۔

مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیے سائے ہم نے!

سائنس منقار زیر پر ہے، مگر ہم خالق و مالک سائنس کو بھلائے صرف ایس او پیز ہی کے راگ الاپ رہے ہیں۔

اے لا الٰہ کے وارث باقی نہیں ہے تجھ میں
گفتارِ دلبرانہ، کردارِ قاہرانہ

مسلمان ڈاکٹر بہت بڑی تعداد میں بالخصوص برطانیہ، امریکا میں طبی خدمات، وبا میں انجام دے رہے ہیں۔ کاش! انہوں نے الٰہ واحد کی کارفرمائی بھی دنیائے کفر کو باور کروائی ہوتی۔ دنیا اللہ سے بے خبر حالتِ کفر میں قبروں میں اترتی چلی گئی، ہم مرتوں کے منہ میں کلمہ بھی نہ ڈال سکے؟ شہ رگ سے قریب خالق کی پہچان نہ دے سکے۔ انہی کفار سے مرعوب و مغلوب رہے۔ استعماری دور کے یورپی ڈاکٹر علاج کی آڑ میں عیسائیت پھیلاتے رہے انہی سے سبق سیکھا ہوتا! ہمارے تو اپنے ٹیلی فون پر جو ٹیپ چلتی ہے وہ سیکولر، بے خدا ہونے کی انتہا ہے۔ ارشاد یہ ہوتا ہے کہ 'پہلی لہر میں دنیا کروڑوں کی تعداد میں کورونا کا شکار ہوئی اور پاکستانی بچے رہے۔ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ پاکستان نے حفظانِ صحت کے اچھے رویوں کو اختیار کیا!' کیا لطیفہ ہے! سب بلا ماسک کھانستے چھینکتے، معانقے مصافحے کرتے رہے۔ ایس او پیز پر عملدرآمد والا طبقہ تو عملاً دو چار فیصد ہوگا جنہیں سب نے خبطی ہی سمجھا! مساجد بالخصوص بڑی حد تک بتوکل علی اللہ آباد رہیں اور کورونا چپکا بیٹھا رہا بالخصوص نمازی طبقات کے لیے۔ الا ماشاء اللہ! (بندۂ مومن کے لیے یوں بھی کورونا پیکج جدا ہے!) سب کچھ اور ہے جس کو تو خود سمجھتا ہے، کورونا بندۂ مومن کو کھانسنے سے نہیں۔ تفنن برطرف۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ وبا بھاری بھرکم آزمائش ہے۔ ظالموں کے لیے عذاب اور سزا ہے۔ ہر گناہ اپنی آخری انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ سزا اللہ نے لہر در لہر کورونا سونامی کی وہ اتاری ہے کہ پسرِ نوحؑ کی طرح یہ کہنے والے کہ 'میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھا جاتا ہوں، جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔ اتنے میں ایک موج (لہر) دونوں کے درمیان حائل ہوگئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہوگیا (ھود: 43)

بعینہٖ یہی کیفیت کورونا کی ہے جو فرستادہ الٰہی ہے۔ اللہ کے سوا اس سے کوئی بچانے والا نہیں۔ بچشم سر دنیائے کفر بھی دیکھتی اور اقرار کرتی ہے کہ ہم اسے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس کے بدلتے پینترے ان کے ہوش گم کیے دے رہے ہیں۔ جن کے ذمے راہ دکھانی تھی وہ کہاں ہیں؟ انہیں اسرائیل سے پینگیں بڑھانے سے فرصت نہیں۔ مرکز اسلام سعودی عرب روحانی طور پر حساس ترین حدود پھلانگے چلا جا رہا ہے۔ تبوک میں 'نیوم شہر' کی ہوش ربا اور حدشکن تیاریاں ہر صاحب ایمان کو لرزا دینے کو کافی ہیں۔ اللہ کی حدود توڑنے کو آباد کیا جانے والا یہ شہر مقام تبوک پر ہے جس کے لیے سورۃ توبہ پڑھ لینا کافی ہے۔ دوسرا سیاحتی مرکز مدائن صالح میں عذاب رسیدہ بستی مذکور سورۃ الحجر، الشمس (اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری دونوں جگہ) میں اٹھا کھڑا کیا۔ فخریہ قطر سے تعلقات کی بحالی کے لیے "العلاء" نامی مدینہ کے شمال میں یہ مقام قرار پایا۔ جہاں سبھی پڑھے لکھے مسلمان جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے

ٹھہرنے سے بھی منع فرمایا۔ یہاں عذاب رسیدہ بستی ہونے کی بنا پر مغفرت طلبی کے ساتھ تیزی سے گزر جانے کا حکم دیا۔ قوم ثمود کا پانی استعمال کرنے سے منع فرمایا کہ ان کے گناہوں کے اثرات آج تک اس میں موجود ہیں۔ اسے ولی عہد نے عالمی سیاحتی مرکز بنا دیا۔ یونیسکو نے اسے عالمی ثقافتی ورثہ قرار دیا یعنی۔ عبرت کی اک چھٹانک برآمد نہ ہوسکی، کلچر نکل پڑا ہے منوں کے حساب سے! چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی! اور مسلمان اپنی تاریخ اور تاکید نبویؐ بھلائے سبھی منقار زیر پر ہیں کیا عالم فاضل اور کیا عامی۔ اسے ترقی اور سیاحت کے پیرائے میں دیکھا جا رہا ہے۔ فتنۂ دجال اسی کا نام ہے!

امریکا میں جمہوریت کومے کی حالت میں ہے۔ ٹرمپی یلغار جو امریکا کی سیاسی تاریخ کا سیاہ ترین باب قرار پایا، اس پر گلوبل ولیج تھرا اٹھا۔ جمہوریت کا جنازہ ٹرمپ کے حامی جیالے متوالے نکالنے کو کیپٹل ہل واشنگٹن پر چڑھ دوڑے۔ نوم چومسکی تو پہلے ہی جمہوریت کا مرثیہ پڑھ چکے تھے اب ساری مغربی دنیا گویا یتیم ہوگئی۔ مسلم دنیا کے لیے جیسی کھوکھلی، استبدادی جمہوریت آپ نے پسند فرمائی تھی، اس کا اسلام آبادی دھرنے دار ذائقہ خود آپ نے بھی چکھ لیا؟ سیاہ فام غلاموں اور ریڈ انڈینز کے خون اور ہڈیوں پر اٹھائی گئی امریکی جمہوریت اپنے منطقی انجام کو پہنچی۔ اقبال نے کہا تھا:

فرنگیوں کی سیاست ہے دیو بے زنجیر...... سو ٹرمپ نے سچ ثابت کر دکھایا۔ اسے دسمبر 1946ء میں سید مودودیؒ نے ایک تقریر (جو بعد ازاں 'شہادت حق' کے عنوان سے شائع ہوتی رہی) میں مستقبل کی تصویر کشی کی تھی جس میں ٹرمپ نے رنگ بھرے۔ 'اگر آپ اس کی صحیح پیروی کریں اور قول و عمل سے اسلام کی سچی شہادت دیں اور آپ کے اجتماعی کردار میں پورے اسلام کا ٹھیک ٹھیک مظاہرہ ہونے لگے تو آپ دنیا میں سربلند اور آخرت میں سرخرو ہو کر رہیں گے۔ خوف اور حزن، ذلت اور مسکنت، مغلوبی اور محکومی کے یہ سیاہ بادل جو آپ پر چھائے ہوئے ہیں، چند سالوں کے اندر چھٹ جائیں گے۔ حتیٰ کہ ایک وقت وہ آئے گا جب کمیونزم خود ماسکو میں اپنے بچاؤ کے لیے پریشان ہوگا۔ سرمایہ دارانہ ڈیموکریسی (جمہوریت) خود واشنگٹن اور نیویارک میں اپنے تحفظ کے لیے لرزہ براندام ہوگی۔' ہم نے خود روسیوں کو لینن کا بت گراتے (افغان جہاد کے ثمر کے طور پر!) اور کمیونزم سے تائب ہوتے دیکھا۔ (1989ء) جمہوریت کا بت بھی اب ٹوٹ چلا 2021ء۔ اس کی جیسی بے حرمتی ٹرمپ کے وفاداروں کے ہاتھوں ہوئی، اس نے مغربی دنیا کو اتھاہ شرمساری اور مایوسی میں دھکیل دیا ہے۔ تقریر کے 74 سال بعد یہ پیشین گوئی پوری ہوئی، ایشیا سبز ہے کے مقابل بلند آہنگ ایشیا سرخ ہے کے نعرے 1946ء تا 1980ء گونجتے رہے۔ اور پھر تنہا مغربی جمہوریت کی خدائی کے ڈنکے بجنے لگے۔ آج ع "اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے" کے مصداق ٹرمپ جمہوریت کا گورکن بن کر کھڑا ہو گیا! دنیا انگشت بدنداں ہے۔ سید مودودیؒ کا فرمانا حرف بہ حرف سچ ثابت ہوا۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(6 تا 8 جنوری 2021ء)

بدھ (06 جنوری 2021ء) کو دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں مرکزی اُسرہ کے اجتماع میں آن لائن شرکت کی۔

جمعرات (07 جنوری 2021ء) کو کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعہ (08 جنوری 2021ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ اسلامی جمعیت طلبہ کی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی فہم القرآن کلاسز کے لیے ویڈیو ریکارڈنگ کروائی۔ ایک کزن کی صاحبزادی کا نکاح پڑھایا جس میں شادی بیاہ کی رسومات کے حوالے سے تقریباً سوا گھنٹہ گفتگو کی۔ تکمیل حفظ قرآن کی ایک تقریب میں خطاب کیا۔ ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن عارف کے سسر کی وفات پر اہلیہ کے ساتھ ان کے سسرال والوں سے تعزیت کی۔ فیصل آباد میں امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورت اجتماع کے لیے "رحماء بینھم" کے موضوع پر ویڈیو ریکارڈنگ کرائی۔ کراچی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ نائب امیر سے آن لائن رابطہ رہا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں مقیم راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم بی بی ایس، کے لیے دینی مزاج کے حامل، ہم پلہ، تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0304-4748102

☆ راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم بی ایس آنرز، ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-8402873

☆ اسلام آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 25 سال، تعلیم MS آن لائن قرآن کورس، صوم وصلوٰۃ و شرعی پردہ کی پابند کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ اسلام آباد کے رہائشی قابل ترجیح۔ برائے رابطہ: 0333-0511677

☆ بھائی، عمر 42 سال، تعلیم بی اے، ذاتی کاروبار کو عقد ثانی (پہلی بیوی سے بوجہ علیحدگی، بچہ کوئی نہیں) کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0323-2988636

☆ آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، قد 5 فٹ 4 انچ تعلیم بی ایس سی، ایم اے اسلامیات، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے برسرروزگار اور دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0345-2006115

☆ شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 38 سال، تعلیم مونٹیسوری ڈپلومہ ہولڈر، قد 5 فٹ 3 انچ، صوم وصلوٰۃ اور پردہ کی پابند کے لیے کراچی سے برسرروزگار اور دینی مزاج کے حامل ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0345-2738870

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر دین دار گھرانے کو اپنی بیٹی، عمر 31 سال، تعلیم، بی اے، طلاق یافتہ کے لیے لاہور، شیخوپورہ کے مضافات سے دینی مزاج کے حامل شخص کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-6203186 042-35235974

☆ دوبئی میں مقیم پاکستانی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ایل ایل بی کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 00971507009491

عربی کے عالمی دن کے موقع پر کلیۃ القرآن میں تقریب

اکثر تعلیمی اداروں میں طلبہ کی تعلیم و تربیت کے لیے مختلف قسم کی تقاریب منعقد کی جاتی ہیں، کلیۃ القرآن میں بھی وقتاً فوقتاً ایسی ہی تقاریب کا انعقاد ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی عربی کے عالمی دن کے موقع پر ایک پُروقار تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں طلبہ نے اپنی تقاریر کے ذریعے اور علماء نے اپنے بیانات کے ذریعے عربی زبان کی ضرورت و اہمیت کو روزِ روشن کی طرح لوگوں پر واضح کیا۔ پروگرام 22 دسمبر 2020ء بروز منگل ادارہ ہذا کے عربی استاد محترم جناب شیخ فضل کی کاوشوں اور پرنسپل جناب ریاض اسماعیل کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ مولانا یوسف خان، مولانا ملک محمد سلیم اور ڈاکٹر ابصار احمد پروگرام کے مہمانانِ گرامی تھے۔

پروگرام کا آغاز دن گیارہ بجے ادارہ ہذا کے استاد قاری حسین احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد درجہ خامسہ کے طالب علم اقرار خان نے عربی ترانہ پڑھا۔ اس کے بعد عربی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ پہلی تقریر درجہ سابعہ کے ہونہار طالب علم عبدالرحمٰن نے ”فضیلتِ علم“ کے حوالے سے کی۔ انہوں نے نصوص قرآنی اور احادیث نبوی سے علم کی فضیلت پر انتہائی مدبرانہ گفتگو کی۔ اس کے بعد پرنسپل صاحب نے مہمانانِ گرامی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے عربی زبان کا دوسری زبانوں سے موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ عربی زبان اقوام متحدہ کی چھ سرکاری زبانوں میں سے ایک ہے۔ انہوں نے اس بات کی طرف بھی توجہ دلائی کہ عربی زبان پینتالیس کروڑ عوام کی مادری زبان ہے، لیکن اس کے جاننے والے ایک ارب ستر کروڑ ہیں۔

وقت کی قلت اور مصروفیات کی وجہ سے مہمان خصوصی مولانا یوسف خان صاحب کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ انہوں نے جناب شیخ فضل صاحب کی کاوشوں کو سراہا۔ مہمان گرامی نے اس بات پر زور دیا کہ دورِ حاضر کے مسلمانوں کو عربی زبان پر عبور حاصل کرنا چاہئے، کیوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”احبو العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و کلام اهل الجنة عربی“ جناب یوسف خان کے مؤثر خطاب کے بعد دوبارہ تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ درجہ سادسہ کے طالب علم محمد حسن نے ”عربی زبان کی اہمیت“ پر تقریر کی۔ راقم (کلیم اللہ، درجہ سابعہ) پروگرام کے آخری مقرر تھے۔ راقم نے ”عربی زبان“ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ عربی دنیا میں موجود تمام زبانوں سے افضل ہے، کیونکہ یہ قرآن، محمد عربی ﷺ اور جنت کی زبان ہے۔

پروگرام کے آخر میں صدر انجمن خدام القرآن جناب ڈاکٹر ابصار احمد نے طلبہ کو عربی زبان پر مہارت حاصل کرنے پر زور دیا اور قیمتی اقوال سے اساتذہ اور طلبہ کو مستفید کیا۔ ادارہ ہذا کے استاد جناب شیخ فضل نے عربی میں خطبہ بلیغہ کے بعد عربی زبان کی مختصر تاریخی اہمیت اور ضرورت کے ساتھ ساتھ عربی کی ترویج کے لیے عرب ممالک اور بین الاقوامی سطح پر موجود مختلف اداروں سے رابطے کے لیے تجاویز پیش کیں۔ ساتھ ہی انہوں نے مولانا ملک محمد سلیم کو دعوتِ خطاب دی۔ مولانا صاحب نے ادارے کی کاوشوں کو سراہا اور فرمایا کہ عربی زبان وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا عربی کے ساتھ اتنا تعلق ہے کہ پیدائش کے بعد پہلا کلام یعنی اذان عربی میں اور نماز جنازہ بھی عربی میں ہے۔

پروگرام کے آخر میں ”سربراہ الازہر مشن“ ڈاکٹر عبدالرحمٰن حماد (جامعہ الازہر مصر) کا خطاب بنام طلبہ کلیۃ القرآن پروجیکٹر کے ذریعے دکھایا گیا، جس میں انہوں نے طلبہ کو قیمتی نصائح سے نوازا اور ساتھ ہی کلیۃ القرآن آنے کا وعدہ کیا۔ مولانا سلیم احمد صاحب کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب: ابن محسن کلیم اللہ، طالب علم کلیۃ القرآن، لاہور)

کلیۃ القرآن میں امیر تنظیم اسلامی کا خصوصی خطاب

کلیۃ القرآن میں طلبہ کی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً اصلاحی مجالس کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان مجالس میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور مشائخ کو اصلاحی بیان کے لیے دعوت دی جاتی ہے۔ ان پروگرامز کے انعقاد سے طلبہ کرام میں وسعت نظری کے ساتھ ساتھ فکری پختگی آتی ہے۔ اور علم دین کے ساتھ وابستگی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

26 دسمبر 2020ء بروز ہفتہ اسی طرح ایک اصلاحی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں تنظیم اسلامی کے امیر جناب شجاع الدین شیخ کو مدعو کیا گیا۔

ہفتے کے دن امیر تنظیم اسلامی مقررہ وقت پر مرکزی ناظم رابطہ بیرون پاکستان جناب بریگیڈیئر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ساتھ کلیۃ القرآن تشریف لائے۔ کلیۃ القرآن کے اساتذہ نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔

امیر تنظیم اسلامی نے کلیۃ القرآن کے پرنسپل اور اساتذہ کرام کے ساتھ لائبریری میں ملاقات کی۔ پرنسپل صاحب نے تمام اساتذہ کرام کا باری باری تعارف کروایا اور کلیۃ القرآن اور اس میں پڑھائے جانے والے نصاب کے متعلق امیر تنظیم اسلامی کو بتایا گیا۔ امیر تنظیم اسلامی نے کلیۃ القرآن میں پڑھائے جانے والے نصاب پر اطمینان کا اظہار کیا نیز اساتذہ کرام اور کلیۃ القرآن کی انتظامیہ کی خدمات کو سراہا۔

اس کے بعد امیر تنظیم اسلامی طلبہ اور اساتذہ کرام سے خصوصی خطاب کے لیے قرآن آڈیٹوریم تشریف لے گئے۔

مجلس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کیا گیا جس کی سعادت کلیۃ القرآن کے استاد جناب قاری حسین احمد نے حاصل کی۔ کلیۃ القرآن کے پرنسپل صاحب نے استقبالیہ کلمات کہے اور مہمان خصوصی کا طلبہ کو مختصر تعارف کروایا۔ انہوں نے مہمان خصوصی کی خداداد صلاحیتوں کو سراہا۔ انہوں نے مہمان خصوصی کو بتایا کہ کلیۃ القرآن کی بنیاد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی زندگی میں ہی رکھی تھی اور اب اس کی سرپرستی ان کے فرزند ارجمند جناب حافظ عاطف وحید حفظہ اللہ کر رہے ہیں۔

اس کے بعد مہمان خصوصی نے ”علم و عمل میں اخلاص“ کے موضوع پر ایک پُراثر خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران علم دین کی اہمیت اور فضیلت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سامعین کے قلوب و اذہان میں تازہ کیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ہم میں سے ہر آدمی وقتاً فوقتاً اپنی نیت کا جائزہ لیتا رہے تاکہ وہ ریاکاری اور عیب سے بچ سکے۔

اپنے خطاب کے آخری حصے میں سامعین کو متوجہ کر کے کہا کہ آج ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ ہم مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہیں لیکن اس ملک میں اللہ کے دین کا نظام نافذ نہیں ہے۔ اس نظام کے نفاذ کے لیے اور دین اسلامی کے احیاء کے لیے ہم سب نے مل کر کوشش کرنی ہے۔

آخر میں مہمان خصوصی کی اختتامی دعا پر یہ بابرکت محفل اختتام پذیر ہوئی۔

طلبہ مہمان خصوصی کی شخصیت اور ولولہ انگیز خطاب سے بہت متاثر ہوئے۔ وہ مہمان خصوصی کے ساتھ مصافحہ کرنے کے مشتاق تھے۔ لیکن کرونا وائرس کے SOPs کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہوسکا۔ بہرحال طلبہ نے اپنے اس اشتیاق کو چبوترے پر کھڑے ہو کر مہمان خصوصی کو ہاتھ ہلا کر الوداع کرتے ہوئے کیا۔ (مرتب: محمد رمضان اعوان، استاد کلیۃ القرآن)

Israel in the vanguard of India's escalating conflict with Pakistan

Poverty is widespread in India yet it spends tens of billions of dollars on weapons and aligns itself with such pariah states as the Zionist occupiers in Palestine. Both have gained notoriety for oppressing minorities and denying them their fundamental rights as they pursue the toxic ideology of 'ethnic democracy'!

For a considerable period of time, Israel has been tirelessly lining itself up alongside India's nationalist BJP government in a politically perilous association. In the process India has become the largest weapons market for Israeli arms trade. In addition, India uses Zionist-methodology of oppression and human rights violations. In many ways, today's India is fast changing and has become monstrous from what it was a decade ago. State tyranny, criminalization of opposition and attacks on minorities are not new.

But the latitude of the state machinery, its forever-ready army of extremist supporters, the breakdown of institutions and the irreparable damage this has brought upon the society is unparalleled in post-independence India. This dangerous and hazardous relationship between the two nuclear powers has exposed a remarkable affinity between India's Hindu nationalists and the Israeli right. It is entrenched in the deep approval of generations of Hindu nationalists who have cherished the dream of a Hindu-nation state a la Israel.

The concept of Hindutva or Hindu Nationalism was spawned almost a hundred years ago. The founding fathers of this nationalist movement called the Rashtriya Swayamsivak Sangh (RSS), Vinayak Savarkar and Madhav Golwalkar, openly admired Zionist ideology and its colonial project of Apartheid Israel. It is quite revealing that RSS has been great admirers of Adolf Hitler, one of the most hated man in history.

India has also adopted the concept of "ethnic democracy". Zionist scholars have defined ethnic democracy as "an alternative non-civic form of a democratic state that is identified with and subservient to a single ethnic nation." This ideology makes a clear distinction between members and non-members of the ethnic nation. Non-members are seen as undesirables and a threat to state security. India's religious minorities—Dalits, Christians and Muslims—are considered non-members of the ethnic nation.

The distinction made between members and non-members has spawned a controversial amendment to India's citizenship laws (The Citizenship Amendment Act and the National Register of Citizens) that has been strongly advocated by Modi's Bharatiya Janata Party (BJP) government since 2016. Ethnic democracies do not totally eliminate or marginalize citizens regarded as undesirables.

Although Israeli Arabs enjoy some cultural and religious rights and a token representation in the Knesset, an array of formal and informal policies guarantee that the Arab community remains ghettoized in depressed communes, consigned to what is in effect second-class citizenship.

The founding fathers of Hindu Nationalism or Hindutva, Savarkar and Golwalkar laid down an ideological creed nine decades ago. They declared that the Hindus are the nation in India. All non-Hindus will remain mere communities and wholly subordinate to the Hindu nation. They envisaged an Indian nation-State as exemplified by Israel. The BJP of Modi, the political arm of RSS, aspires to establish this Indian optional but abnormal variation.

India's anti-Pakistan propaganda also follows closely the design adopted by Israel and the West. False-flag terror operations is a good example of this propaganda machinery. On close examination of the 9/11 attacks in the US, Madrid in March 2004, and the London bombings in July 2005 amongst others, a clear picture emerges. No bona fide organization claimed responsibility for these operations. The respective governments failed to identify the perpetrators forensically and they have shown no desire to carry out impartial, thorough and transparent investigations of the crimes.

Also, in 2011, a Hindu priest, Swami Aseemanand confessed in court that he, together with others, were linked to a Hindu terror network that were responsible for a wave of deadly attacks and blamed on Muslim radical groups. Attacks were carried out on a train, the Samjhauta Express, travelling to Pakistan. Two assaults on Malegaon, a town in southern India

Pakistan. Two assaults on Malegaon, a town in southern India with a large Muslim population were also carried out. Swami also suggested that they had links to the official Opposition Party, the Bharatiya Janata Party, now in power in Delhi.

The true face of India, painted through and through with religious bigotry and discrimination has been unveiled.

<u>Source</u>: ***An article by Ibrahim Vawda; published in the Crescent International.***

> **<u>Note</u>**: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی شمالی، گلشن معمار کے ملتزم رفیق محترم سہیل صدیقی شدید علیل ہیں۔ان کی ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَاءَ
اِلَّاشِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، میر پور کے مبتدی رفیق محمد زبیر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت:0345-5667993

☆ حلقہ کراچی شمالی، نارتھ ناظم آباد کے مبتدی رفیق جناب سید ابوالحسن نقوی وفات پاگئے۔ برائے تعزیت:36365713 (021)

☆ ہارون آباد شرقی کے رفیق وقار یونس کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت:0300-7225432

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے رفیق محترم نورالقادر کی والدہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت:0317-6000098

☆ گلگشت تنظیم ملتان کے ملتزم رفیق محترم انیس الرحمن بھٹہ کا جوان سال بیٹا کار حادثہ میں وفات پاگیا۔ برائے تعزیت:0306-7777899

☆ حلقہ بہاولنگر کی مقامی تنظیم کے امیر پروفیسر محمود اسلم کی اہلیہ وفات پاگئیں۔
برائے تعزیت:0334-7021230

☆ حلقہ سرگودھا کی مقامی تنظیم شرقی کے امیر محمد گلباز کے سسر وفات پاگئے۔
برائے تعزیت:0306-7293312

☆ امیر حلقہ سرگودھا کے معاون شادی بیگ کے تایا جان وفات پاگئے۔
برائے تعزیت:0332-7654969

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

"ISRAEL is an illegitimate child of the West." (Quaid-e-Azam)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

فلسطینیوں کا قاتل
اسرائیل نامنظور

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافتِ راشدہ کا نظام

بانیٔ تنظیم: ڈاکٹر اسرار احمد ؒ
امیر تنظیم: شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ

"یقیناً تم لوگوں میں سے اہل ایمان کا سب سے سخت دشمن یہود اور مشرکوں کو پاؤ گے۔"
(سورۃ المائدۃ:82)

تنظیمِ اسلامی
www.tanzeem.org

Vol: 30 Regd. No. C.P.L NO.114 No.03

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore